نعت کیا ہے؟

از خطباتِ زماں

کاوش :

حافظ محمد ضیاء الزمان

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن والحدیث

0300 6661755

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی ، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو!

تمہیں نصیب ہو گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا

اے پناہِ جہاں سلامٌ علیک　　تکیۂ بیکساں سلامٌ علیک

منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ　　گردِ راہ کہکشاں سلامٌ علیک

اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر　　با سُلیماں رساں سلامٌ علیک

من فتادہ بخاکِ کوئے توام　　خُذْ یَدِیْ اے جواں سلامٌ علیک

لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم　　لُطف شایانِ شاں سلامٌ علیک

برہمہ آلِ پاک و اصحابش　　فخر ہر دم بخواں سلامٌ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

انتساب

بصد ادب و احترام

پیاری ماں کے نام

یہ کامیابیاں عزت یہ نام تم سے ہے
خدا نے جو بھی دیا ہے مقام تم سے ہے
تمہارے دم سے ہیں میرے لہو میں کھلتے گلاب
مرے وجود کا سارا نظام تم سے ہے
کہاں بساط جہاں اور میں کمسن و ناداں
یہ میری جیت کا سب اہتمام تم سے ہے
جہاں جہاں ہے مری دشمنی سبب میں ہوں
جہاں جہاں ہے مرا احترام تم سے ہے

(حافظ محمد ضیاء الزمان)

ادارہ نجم الہدیٰ للبنات

ابتدائیہ

مقررین اورواعظین کے لئے چندضروری نصیحتیں

☆ حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاب نعیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ جب دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء عظام کو دستار فضیلت اور سند علم عطا فرماتے تو فرمایا کرتے۔

☆ اے پیارے بیٹو! اب چمن مصطفیٰ ﷺ کے سدا بہار پھول بننے کی کوشش کرنا اور تمام عمر اس طرح گزارنا کہ آپ کے لباس' کردار' اخلاق' معاملات' چلنے پھرنے' وعظ وتقریر سے رسول پاک صاحت لولاک ﷺ کی اسوہ حسنہ کی خوشبوئیں سارے عالم میں پھیل جائیں۔

☆ ہر واعظ میں آقا ﷺ کی ثنا خوانی کو ضرور شامل کرنا تاکہ بارگاہ الٰہیہ میں وعظ قبول ہو۔

☆ میں اپنے لفظوں میں عشق کی زبان میں یوں کہنا چاہتا ہوں کہ امیر عشق نے فرمایا ہر وقت محبوب کی نعت کہتے رہا کرو۔ ہر وقت نہیں تو وعظ میں محبوب ﷺ کی تعریف' نعت ضرور شامل کیا کرو کیونکہ رب کریم ورحیم محبوب کریم ﷺ کے نعت کے توسل سے وعظ کو قبول فرمائیں گے۔ تو آؤ عشق کی زبان سے سمجھتے ہیں کہ۔

نعت کیا ہے؟

محبوب کریم ﷺ سے محبت سرمایہ اہل ایمان ہے اور محبت میں اظہار عقیدت' یاد محبوب' بیان حسن' مبالغہ وصف' مدحت خلق' تحسین سیرت اور تذکار علیہ فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راحت جاں ﷺ کی دعوت میں جتنی وسعت ہے' اس سے کہیں بڑھ کر ان

کے چاہنے والوں کی کثرت ہے اور آپ ﷺ کے چاہنے والے جس قدر مطلع موجود پر پھیلے ہوئے ہیں، اس سے بھی بہت بڑھ کر کائنات میں ان کی عقیدت و تعلق، رابطہ، عشق موجود ہے، جبکہ ان سب سے کہیں زیادہ محبوب کبریاء ﷺ کے حسن و حقیقت کی تعریف کی ضرورت ہے۔ رسالت ماب ﷺ کی مدح و نعت اپنی جگہ عظمت ماب ہے لیکن یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسانیت کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں اور شاید محبت اور اظہار محبت کی انہی معنوی حقیقتوں کی نشان دہی راحت جاں ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ''تم میں سے کسی کا بھی ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا نہ ہو۔''

عربی زبان میں بیان حسن، اظہار عقیدت، اعتراف حق وغیرہ کیلئے جو الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں وہ عموماً تعریف، مدح، ثناء، تحمید، توصیف، شکر اور نعت ہیں اور ان میں سے ہر ایک معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کا مترادف بھی استعمال ہوتا ہے اور صنعت کے اعتبار سے متضاد بھی لایا جاتا ہے۔ بذات خود راحت جاں ﷺ کی مدح میں یہ تمام مادے مختلف مقامات پر استعمال کیئے گئے ہیں لیکن کثرت کے ساتھ جو اصطلاح مدح محبوب کبریا ﷺ میں استعمال ہوئی ہے، وہ نعت ہے۔ عربی ادب میں اگرچہ محبوب کریم ﷺ کے مدحیہ شہ پاروں کیلئے مدیح و نشید ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن ''نعت'' سے مراد راحت جاں ﷺ کی نثری یا شعری تعریف لی گئی ہے۔ محبوب کریم ﷺ کی نعت میں صحابہ ہی سے مروی ہے کہ یقول ناعتہ، لم ار قبلہ ولا بعدہ۔

نعت کیا ہے؟ اور اس کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اور اسے رحمت دو جہاں ﷺ نے بنفس خود کن کن معنوں میں استعمال کیا؟ یہ وہ سوال ہیں جن کا جواب حاصل کرنے کے

بعد کسی حد تک نعت گوئی اور نعت فہمی کی ذمہ داری پوری کی جاسکتی ہے۔لغت اور آثار و روایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم ومطالب حاصل ہوئے ان کی ترتیب یہ ہے۔

☆ اوصاف بیان کرنا۔

☆ احوال بیان کرنا۔

☆ حلیہ واضح کرنا۔

☆ تعریف میں مبالغہ کرنا۔

☆ سفارش کرنا۔

☆ نقل کرنا یا نقل اتارنا۔

☆ جوہر سامنے لانا۔

☆ کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا۔

☆ اخواص منکشف کرنا۔

☆ عمدہ صفات رکھنا۔

☆ کسی شے کا قدیم الاصل ہونا۔

☆ دوڑ میں آگے بڑھ جانا۔

صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا اور راحت جاں ﷺ کی مدح وتحمید بجالانا۔

نعت کے مذکورہ صدر لغوی معنی ومطالب کی روشنی میں اصطلاح نعت کا موضوع آسانی سے متعین کیا جاسکتا ہے۔نعت کا مدار چونکہ محبوب کریم ﷺ کی ذات مسعود ہے اس اعتبار سے ذات سے لے کر صفات تک آپ کے افکار سے لے کر اعمال تک زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نعت کا موضوع نہ بن سکتا ہو۔اخلاق، سیرت، معجزات، غزوات، خطبات، عبادات، مناکحات، معاملات، معلومات، عادات، تعلیمات، سب تک نعت ہی کا دامن پھیلا ہوا ہے۔نعت کا تعلق چونکہ نثر اور شعر دونوں سے ہے۔اس لئے

رسول کریم ﷺ کا نعتیہ ورثہ بھی از حد بسیط ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متین فیصلے' حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کا علمی تبحر' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآنی لہجے' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی سوچ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپاہیانہ تاریخ' حضرت عبدالرحمٰن کا تہذیبی بانکپن' حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرشوق شاعری' حضرت عبداللہ بن رواح رضی اللہ عنہ کے کفرسوز لارجز' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خفیانہ آن بان' دراصل محبوب کریم ﷺ کی نعت ہی کی صورتیں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ نعتیہ شوق ہی تھا کہ محبوب کریم ﷺ کی زندگی کے لحہ لحہ کو انہوں نے شعروادب میں محفوظ کرلیا اور یہی ان کا وہ ورثہ ہے جو قوموں کے عروج کا سبب بنا اور بجا طور پر انسانیت نے اس سے جلا پائی اور قیامت تک یہ سلسلہ انسانیت کی تقدیر بدلتا رہے گا۔

نعت کے ضمن میں اس کا ایک اہم مادہ بحث' شریعت مطہرہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ احکام شریعت کی روشنی میں اس موضوع پر بھی دو طرح گفتگو کی جاسکتی ہے۔ ایک تو ایمان کے ساتھ اس کے تعلق کی بحث ہے اور دوسرا جذبہ ایثار و اطاعت اور عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ محبوب دو جہاں ﷺ سے محبت رکھنا' آپ کا ذکر کرنا' آپ پر درود و سلام پڑھنا' آپ ﷺ کی سیرت کی جستجو کرنا' آپ ﷺ کے میلانات اپنانا' آپ کی حیات سعید کو سمجھنا' آپ کی دعوت کریمانہ کو سننا' آپ ﷺ کے ایک ایک عمل کو محفوظ کرنا اور آپ ﷺ کے علمی اور ذہنی سرمایہ کو اگلی نسلوں کی طرف منتقل کرنا تقاضائے شریعت ہے اور یہ سب کچھ نعت کا موضوع ہے۔ اس لحاظ سے نعت کہنا' نعت سننا' نعت پسند کرنا شریعت مطہرہ کا اولین مقصد ہے اور قرآن مجید نعت محبوب کریم ﷺ کا ایک انمول اور لازوال نقش ہے۔ نثر کے میدان میں رحمت دو جہاں ﷺ کے لائق' بلند صفت اور عظیم صحابہ علیہم الرضوان بلاشبہ یہ منشائے شریعت پورا کیا ہے۔ البتہ شعری نعت

کے میدان میں محبتوں' عقیدتوں اور کیفیتوں کی بھرمار ہے۔ تلمیحات' استعارات اور تشبیہات کے آئینے میں محبوب دو جہاں ﷺ کی خوب خوب تعریف کی کوشش کی گئی ہے لیکن آپ کی سیرت وصورت' حسن و جمال' رنگ و ادا' دعوت و تعلیم' ؛دق و امانت' تہذیب وصفات' سیاست و معاش' معجزات و آیات' عدالت ونجابت' حرب وضرب' وقائع وسراپا' امانت و دیانت' جود وسخا' فضل وعنایت اور علم وحلم کو تاریخی ضورتوں کے تحت دامن نعت میں سمونے کی بھرپور کوشش نہیں۔ ضرورت جوں کی توں موجود ہے کہ ''شاہنامہ اسلام'' کی طرز پر نعت رسول ﷺ کی یہ گراں بہار دولت شعر و ادب کے دامن میں محفوظ کی جائے۔

نعت کا دوسرا تعلق جذبہ ایثار وعمل سے ہے۔ محبوب کریم ﷺ کے حلیہ اقدس' آپ کے ظاہر و باطن اور آپ کی سنت و ادا کو رب کریم نے انسانیت کے لئے واجب الاعاعت قرار دیا' گویا رحمت عالم ﷺ کی حیات مسعود کے مختلف پہلو جس وقت کلام میں سجیں تو یہ قولی نعت کی صورت بنتی ہے اور جس وقت محبوب دو جہاں ﷺ کا دامن پکڑنے والے آپ ﷺ کی سنتوں کو عمل میں محفوظ کرلیں تو یہ عملی نعت کی صورت بنتی ہے اور بلاشبہ انسانوں کی یہ اشد ذمہ داری ہے کہ وہ نعت کی اس قسم کی طرف بھی توجہ دیں اس لئے کہ ان کی اصل ذمہ داری یہی ہے۔ جہاں تک محبوب دو جہاں ﷺ کی مدح و ثناء کا تعلق ہے تو وہ کوشش کی جاسکتی ہے' نعت گوئی کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا اور بلاشبہ یہ کوشش بھی پروانہ نجات ملنے کے مترادف ہے۔ بقول غالب ہر نعت گوکو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

لغت اور تاریخ کے اعتبار سے نعت کا مفہوم اگرچہ بحر بے کراں ہے لیکن عربی'

فارسی، ہندی، اردو، پنجابی، پشتو اور بنگالی بے شمار زبانوں سے ادب میں حضور کی مدح و ثناء جو موزوں صورت میں ہو، نعت کہلاتی ہے اور اہل فن کے نزدیک اس نوعیت کی نعت ایک مشکل صنف ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حقیقت میں نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اس جانب اصلا کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔

اہل ادب کے نزدیک نعت کا مفہوم کچھ بھی کیوں نہ ہو اور اس کے لئے بحروں کے چناؤ میں کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔ اصل ذوق، اہل محبت اور اہل عشق کے ہاں محبوب ﷺ کا تصور، آپ ﷺ کی محبت اور پھر آپ ﷺ کی محبت میں رونا، رلانا، آپ ﷺ کی مدح وستائش کرنا، آپ ﷺ کی زیارت کے لئے بے تاب ہونا، دل کے تاروں پر زبان کی ہم آہنگی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ ﷺ کے حکم پر تن من دھن وارنا، آپ کے ادب میں قول وعمل بجالانا سب نعت ہے اور اس لحاظ سے ہر مسلمان نعت گو ہے، نعت خواں ہے اور نعت گر ہے۔ کتاب وسنت کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کا ہر انسان محبوب دوجہاں ﷺ کی نعت میں ڈھل جائے۔

نعت ہے۔۔۔۔۔

عرب کے والی مدینے کے تاجدار کا تذکرہ
خاتم المرسلین انبیاء کے سردار کا تذکرہ

ہمہ وقت عاشقوں کے دلوں میں رہنے والے
منٹھار کی باتیں، دلدار کا تذکرہ

خزاں کا ستم جس نے توڑ دیا تھا
اس مدینے کی دل افروز بہار کا تذکرہ

عاشقوں، دیوانوں، پروانوں کا
ہمیشہ رہی یہی کئی ہزار کا تذکرہ

تن اطہر پے سجی زلفوں کی باتیں
رخ روشن پے سجے انوار کا تذکرہ

نہ کوئی روک سکتا ہے نہ کوئی روک سکے گا
ہم کرتے رہیں گے ہمیشہ سرکار کا تذکرہ

نعت کیا ہے؟

نعت کیا ہے، قصر حسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے، حکم ربی کی فقط تعمیل ہے
نعت کیا ہے، عشق کے ساگر میں غرقابی کا نام

نعت کیا ہے، میرے ہر جذبے کی سیرابی کا نام
نعت ابواب محبت کا جلی عنوان ہے
ہم غلامان پیمبر کی یہی پہچان ہے
دل کے بنجر کھیت میں، کرنیں لگا دیتی ہے نعت
نقش باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت
نعت کیا ہے، دست بستہ ان کی دربانی کا نام
نعت کیا ہے، روضہ اقدس پہ حیرانی کا نام
نعت کیا ہے، نکہتوں کی سرزمیں کا تذکرہ
نعت کیا ہے، ہجر میں سانسوں کی بے تابی کا نام
نعت کیا ہے، گنبد خضرا کی شادابی کا نام
نعت کیا ہے، شہر جاں میں گرمی صل علیٰ
نعت کیا ہے، دل کے آئینے میں عکس مصطفیٰ ﷺ
نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہیئے
غرق الفت دیدہ نمناک ہونا چاہیئے

نعت کیسے کہی جائے

راحت جاں ﷺ کی نعت کہنا گویا عشق و محبت کے راستوں پر چلنا ہے۔ آقا کی نعت کس طرح کس انداز میں کہی جائے وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

عشق کی روشن تلوار بنا کر
آنکھ کو طالب دیدار بنا کر

ہر آنسو کو پیار بنا کر
ہر تبسم کو نکھار بنا کر

من کو سراسر ہشیار بنا کر
غفلت سے بیدار بنا کر

تخیل میں نقش یار بنا کر
وہ ابرؤ وہ رخسار بنا کر

عجز کو خواہش کا اظہار بنا کر
سکوت کو اپنی گفتار بنا کر

گدا عقل کو کر کے
عشق کو سردار بنا کر

چمبیلی کی حسین خوشبو
شوخ حنا کی تار بنا کر

سوز کی حالت لمبی
طویل اشکوں کی قطار بنا کر

حرم میں ابراہیم کی مانند
کعبے کی مکمل دیوار بنا کر

خود کو ذوق طلب میں
بوصیری کی طرح بیمار بنا کر

بلال جیسے حروف نثر
حسان جیسے اشعار بنا کر

لاکھ مجنوں کا کیف چڑھا کر
اور لیلی ہزار بنا کر

فراق سے ٹوٹے دل کو
بارٗ بار بنا کر

فرقت میں جنوں کا
جامی سا کردار بنا کر

آ کر عشق کی ضد میں
ذوق تمنا کو اصرار بنا کر

سلام کے تحفے پیار کے نغمے
درود کے گجرے ہار بنا کر

ہاروں نعت کہتا ہوں مگر ہاں
عشق و محبت کی گلزار بنا کر

نعت کہنے کا ادب

زم زم کا وضو کر کے
اشک سے آنکھیں بھر کے

بحر محبت میں اتر کے
کلی کی طرح نکھر کے

عشق شاہ زماں میں
میں حد سے گزر کے

مکمل توصیف میں ان کی
نظم و نثر کر کے

ان کی شدت چاہ کا
دل پے اثر کر کے

حیات نکل کر جہاں سے
مدینے میں بسر کر کے

ا

رض و سما کی خلقت
آقا کی نذر کر کے

آ کر عجز کی حالت میں
بے ہنر اپنے ہنر کر کے

پہن کے فقر کا طلعت
شاہی کو ستر کر کے
جدھر سرکار کا روضہ
رخ اپنا ادھر کر کے

نعمت کبریٰ پے خدا کا
صد ہا شکر کر کے

بن کر سالک الفت
عشاق کے عالم کا سفر کر کے

تصور میں' میں واللیل
زلفوں پے نظر کر کے

فرقت کے میں عالم میں
رومی کا حشر کر کے

پڑھتا ہوں نعت محمد ﷺ کی
خوب اللہ کا ذکر کر کے

اس لئے کہ

دل مومن کی ہے تنویر آقا کی محبت
شب تار میں ضو کی ہے تصویر آقا کی محبت

قرآن ایک کتاب ہے جس کے متن کی
تشریح و وضاحت و تفسیر آقا کی محبت

اک اعلان بپا ہے بوصیری کی زباں سے
ہر لمحہ مصیبت میں ہے اکسیر آقا کی محبت

ایمان عشق و محبت کی ایک عمارت ہے
کرتی ہے جسے تعمیر آقا کی محبت
الفت و چاہت و شاہت و ایمان
ہے مقدر و قسمت و تقدیر آقا کی محبت

ہارون عالم آفاق سے مجھ کو نہیں غرض
ہے اپنے دولت و جاگیر آقا کی محبت

محترم سامعین کرام! رب کریم نے ہر چیز کیلئے سامان زینت بنایا ہے اور ہر چیز کو کسی نہ کسی چیز سے زینت بخشی ہے۔اس رب کائنات نے۔۔۔

آفاق کو آسمانوں سے سجایا
آسمان کو ستاروں سے سجایا
ستاروں کو سفیدی سے سجایا
سفیدی کو روشنی سے سجایا
سفیدی کو روشنی سے سجایا
روشنی کو کرنوں سے سجایا
کرنوں کو چمک سے سجایا
چمک کو کشش سے سجایا
ایسے ہی۔۔۔
انسان کو صورت سے سجایا
صورت کو حسن سے سجایا

حسن صورت کو حسن سیرت سے سجایا
حسن سیرت کو عمل سے سجایا
حسن عمل کو اخلاق سے سجایا
اخلاق کو ایمان سے سجایا
ایمان کو محبوب ﷺ کی محبت سے سجایا

محترم سامعین کرام میں اس محبوب کی نعت کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جس نے سبحن الذی اسریٰك اتاج شب معراج سر پے سجایا تھا
جس نے فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ کا لباس زیب تن کیا تھا
جو سنریھم کی روشنی میں اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھتا تھا
جس نے لیلا کے اندھیروں میں رخت سفر باندھا تھا
جس نے ورفعنا لك ذکرك کی مالا پہنی تھی
جس کو واللہ یعصمك من الناس کی ضمانت ملی تھی
جس کے چہرے پر والضحیٰ کی روشنی کے دھارے تھے
جس کی آنکھوں میں فانك باعیننا کی بصارت کی روشنی تھی
جس کی زبان پر بان ہان لھم الجنته کی بشارت تھی
وہ جس کے دل میں نزلہ علی قلبك کا نور تھا
وہ جس کی دعاؤں میں سکن لھم کا سرور تھا

آپ ﷺ کی نعت کی بات ہو رہی ہے اللہ کریم قران کریم میں

کہیں آپ کے جمال کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے افعال کی باتیں کرتا ہے

کہیں آپ کے اقوال کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے احوال کی باتیں کرتا ہے

کہیں آپ کے اخلاق کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے وجود پاک کی باتیں کرتا ہے

اور۔۔۔۔

کہیں آپ کے جلووں کی باتیں کرتا ہے
تو کہیں آپ کے ولولوں کی باتیں کرتا ہے

کہیں رب کریم ورحیم اپ سے منسوب چیزوں کی قسمیں اٹھاتا ہے۔آیئے ان قسموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

والنھار اذا تجلٰی تیرے روزوں کی قسم
واللیل اذا یغشٰی تیری راتوں کی قسم
لا اقسم بھذا البلد ہے تیری محبت
وگرنا کھاتا نہیں شہروں کی قسم
احسن تقویم ہے تیرے حسن کی تفسیر
کیا ضرورت کھاؤں میں حسینوں کی قسم
ضحی کی صورت میں ضحی کا ہے مقصور
تیرے چہرے پے سجے نوروں کی قسم

والیل کے الفاظ بتلاتے ہیں یہ راز
تیرے کندھوں پہ سجی زلفوں کی قسم
والعصر کا مقصد تیرے دور کی چاہت
کیوں رب ہو کے کھاتا میں زمانوں کی قسم
والنجم ہے پیارے تیرے نور کا مصداق
ہرگز نہیں کھاتا میں ستاروں کی قسم
جمال میں بے مثل ہیں سرکار مدینہ
زماں مجھ کو خدا کی قسموں کی قسم

محترم سامعین کرام! نعت فقط ہم لوگ نہیں کہتے بلکہ خود رب کائنات قرآن کریم میں محبوب کریم ﷺ کی نعتیں کہتا ہے۔ چنانچہ

کہیں وہ ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنك الا رحمته للعالمین۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

وعلمك ما لم تكن تعلم۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنته۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

والضحی والیل اذا سجی ماودعك ربك وما قلی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

والنجم اذاهوی ماضل صاحبكم وماغوی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

طٰہٰ۔

کہیں کہتا ہے۔

یٰسین۔

کہیں کہتا ہے۔

یاایہا المزمل۔

تو قرآن کریم میں

کہیں محبوب ﷺ کی رسالت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی نبوت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی عظمت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی رفعت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی جلوتوں کی بات
کہیں محبوب ﷺ خلوتوں کی بات
کہیں محبوب ﷺ کے یاروں کا تذکرہ
کہیں محبوب ﷺ کے غاروں کا تذکرہ
کہیں آپ ﷺ کے جمال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے کمال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے افعال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے احوال کی باتیں

وہ رب کائنات قرآن کریم میں جا بجا راحت دو جہاں ﷺ کے تذکرے کرتا ہے

اور کائنات والوں کو پیغام سناتا ہے کہ اے کائنات والو تم بھی اس کی محبت کے ترانے الاپو جس کی محبت کے ترانے میں الاپتا ہوں۔ کہیں وہ فرماتا ہے قد نری تقلب وجهك في السماء۔ اے محبوب ﷺ حالت نماز میں ہم تیرے چہرے کا بار بار اٹھانا دیکھتے ہیں۔ فانك باعيننا تو ہر حال میں ہماری نظر میں رہتا ہے

تو حالت رکوع میں ہو ہم تجھے دیکھتے رہتے ہیں۔

تو سجدہ کناں ہو پھر بھی ہماری نظر میں رہتا ہے۔

تو دست بدعا ہو پھر بھی ہم تجھے دیکھتے رہتے ہیں۔

تو ہماری خاطر پتھر کھاتا ہے تیرے جسم سے لہو گرتا ہوا بھی ہم دیکھتے ہیں۔

پیارے محبوب محبتوں کا تقاضا یہ ہے کہ تو ہمیں چاہتا رہے۔

ہم تجھے چاہتے رہیں۔

تو ہم سے پیار کرتا رہے۔

ہم تجھ سے پیار کرتے رہیں۔

تو ہماری تعریف کر۔

ہم تیری تعریف کریں۔

تو ہم سے مانگ۔

ہم تجھے عطا کریں۔

تو ہماری حمد بیان کر۔

ہم تیری نعتیں بیان کریں۔

اور اے پیارے۔

تو لاالہ الااللہ کہہ کر ہمارے خدائی کے ڈنکے بجاتا رہے۔

ہم محمد رسول اللہ ﷺ کہہ کر تیری مصطفائی کے ڈنکے بجاتے رہیں گے۔

قرآن پاک راحت جاں ﷺ کے اوصاف طیبہ کا ذاکر ہے۔ وہ مختلف مقامات پر آپ ﷺ کے مختلف اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے

☆ محبوب ﷺ کے رخ روشن کا ذکر والضحی۔

☆ محبوب ﷺ کی زلف عنبریں کا ذکر واللیل اذا سجی۔

☆ محبوب ﷺ سے رب کی پختہ الفت کا ذکر ماودعک ربک وماقلی۔

☆ محبوب ﷺ پر فضل الٰہی کا ذکر و کان فضل اللہ علیک عظیما۔

☆ محبوب ﷺ کی رحمت کا ذکر وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

☆ محبوب ﷺ کی رسالت کا ذکر یٰسین' والقرآن الحکیم وانک لمن المرسلین۔

☆ محبوب ﷺ کی سیرت کا ذکر لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

☆ محبوب ﷺ کے علم مبارک کا ذکر علمک مالم تکن تعلم۔

☆ محبوب ﷺ کے تن اطہر کا ذکر والنجم اذا ھوی۔

☆ محبوب ﷺ کے گفتار مبارک کا ذکر وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

☆ محبوب ﷺ کے نام نامی کا ذکر محمد رسول اللہ ﷺ۔

☆ محبوب ﷺ کے یاروں کا ذکر والذین معہ۔

☆ پھر کیوں نہ محبوب کریم ﷺ مزمل' مدثر' یٰسین' طٰہٰ کہیں۔

☆ سہرے ہیں تیرے سرورانبیاء

سامعین محترم! ایمان کی بنیاد ''کلمہ'' پر غور کیجئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اگر کوئی شخص فقط لا الہ الا اللہ کہتا رہے تو کیا ایمان مکمل ہوگا؟ ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا جس طرح کلمے کے بغیر ایمان نامکمل ہے اسی طرح محمد

رسول اللہ ﷺ کے بغیر کلمہ نامکمل ہے۔

اذان پرغور کیجئے۔ اگر کسی نے کہااللہ اکبر' اللہ اکبر کیااذان ہوگئی؟ ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ کہااشہدان لا الہ الا اللہ تو کیااذان مکمل ہوگئی ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ کہاحی علی الصلاۃ' حی علی الفلاح کیااب اذان ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔ اذان مکمل نہیں ہوئی۔ آخر کیوں نہیں؟ اس لئے نہیں ہوئی کہ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں آیا تو معلوم ہوااذان ذکر محبوب ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔

تکبیر کے لفظوں پرغور کیجئے۔ اگر مکبر نے کہااللہ اکبر' اللہ اکبر' اشہد ان لا الہ الا اللہ' حی علی الصلاۃ کیا تکبیر مکمل ہوگئی؟ نہیں' نہیں' نہیں آخر کیوں نہیں؟ اس لئے کہ ابھی محبوب ﷺ کا ذکر نہیں آیا۔ معلوم ہوا ذکر محبوب ﷺ کے بغیر تکبیر نامکمل ہے۔ نماز کی طرف آیئے۔ نمازی مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ ثناء بھی پڑھ لی' تعوذ وتسمیہ بھی پڑھ لئے' سورۃ فاتحہ بھی پڑھ لی' سورۃ اخلاص بھی پڑھ لی' رکوع بھی کرلیا' سجدہ بھی کرلیا مگر تشہد کو ترک کردیا تو کیا نماز ہوگئی؟ نہیں' نہیں ابھی نہیں۔ آخر کیوں نہیں۔ اس لئے کہ ابھی محبوب ﷺ پر سلام نہیں پڑھا۔ معلوم ہوا اللہ کریم کی عبادت ذکر محبوب ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔ یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جہاں اللہ کریم کا ذکر وہاں وہاں محبوب کبریا ﷺ کا ذکر۔ خودرب کائنات نے حدیث قدسی میں فرمادیا۔ اذا ذکرت ذکرت معی اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا۔ کلمے میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ نماز پنجگانہ میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ نماز جنازہ میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر' قبر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر' حشر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ اے میرے محبوب ﷺ! جہاں جہاں' میری خدائی کے تذکرے ہیں' وہاں وہاں' تیری مصطفائی کے تذکرے ہیں۔

تاریخ نعت اور نعت گوئی

اہل لغت کے نزدیک یوں تو نعت خوانی ونعت گوئی کا مفہوم' کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ لیکن اہل ادب' اہل محبت اور اہل عرفان وعشق کے نزدیک بحروں کا چناؤ' الفاظ کی زینت وزیبائش' مطلع مقطع کا وہ مقام اور منزلت نہیں جو زلف محبوب ﷺ کے تصور جمانے میں' چہرہ انور کی تابانیوں کی ایک جھلک کی خاطر' ہجر وفراق کے سمندر پاٹنے میں' وصل یار کی تمنا میں تڑپ کر' محبت کی بھیک مانگنے میں' پھر محبت میں رونے' رلانے اور مدح وستائش کرنے میں دل کے سوز وساز کو' ترانہ محبت وعشق بنا کر' مستی ودیوانگی کے عالم میں' ہدیہ درود وسلام پیش کرنے میں عزت وعظمت ناموس محبوب کریم ﷺ کی خاطر' تن' من' دھن زندگی کا مقدس ترین فریضہ سمجھ کر قربان کرنے میں' راحت دوجہاں ﷺ کی شریعت مطہرہ کو حرز جاں بنانے میں' ظلم وستم کی وادیوں سے گزر کر اور محبوب کریم ﷺ کے محبوب وپسندیدہ دین متین کی دعوت دینے میں ہے۔

کیونکہ یہ تمام وجدانی اعمال وافعال محبوب کبریا ﷺ کی نعت ہیں۔اس لحاظ سے محبوب دوجہاں ﷺ کا ہر غلام نعت گو ہے۔نعت خواں ہے۔نعت گر ہے اور نعت پسند ہے۔قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کا تقاضا بھی ہر مسلمان سے یہی ہے کہ کائنات کا ہر انسان جان کائنات ﷺ کی نعت میں ڈھل جائے۔

اللہ کریم کے انعام واکرام کا صد بار شکر واحسان کے اس مالك الملك نے مجھے محبوب کائنات ﷺ کا نعت خواں بنایا۔لیکن محبوب ﷺ کی محبت کو کمال حسن کے ساتھ الفاظ کا پاکیزہ اور نورانی لباس پہنانا بھی نبی کریم ﷺ کی خصوصی توجہات کے بغیر ممکن نہیں۔اسی لئے میرے دل کے نہاں خانوں سے یہ صدائے دلنواز ابھرتی ہے کہ اگر میں بھی نعت گو شاعر ہوتا تو راحت جاں ﷺ کی نعت کہتا۔مگر یہ وہ عظیم عطیہ ربانی ہے جو

ودیعت کیا جاتا ہے۔ مستعار نہیں لیا جاتا ہے۔ پھر فکر و تخیل نے پرواز کی تو ایک ایمان افروز نقطہ ذہن میں آیا۔ جو تشنہ جذبوں کی سیرابی کا سامان کر گیا۔ اگر میں نعت نہیں کہہ سکتا تو کم از کم اس ہاتھ اور قلم کو عجز و نیاز مندی کے ساتھ چوم تو سکتا ہوں ہاتھ جنہیں فطرت نے نعت گوئی کی توفیق بخشی ہے۔ کتنا قابل صد افتخار امر ہو کہ قلم تھامنے والے وہ ہاتھ ایسی ہستی کے ہوں جو آل محبوب ﷺ سے محبت کرنے والے ہوں۔ تو شاید یہی عقیدت اور محبت کے بوسے بندہ ناچیز کے لئے توشہ آخرت بن جائیں۔

میرے نزدیک نعت ایک ایسی ''نماز نیاز'' ہے۔ جس کے لئے صدق دل، چشم پرنم اور خون جگر درکار ہوتا ہے۔ لہذا جب دل کے مقدس جذبات محبت کی آنچ پر پکتے ہیں۔ تو ان جذبات کی حدت وجود انسانی کی جلا کا سامان کر جاتی ہے۔ پھر دل کے محبت بھرے جذبات الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔ اس لئے جب تک انسان دل کے خون سے کشید ہونے والے آنسوؤں سے وضو نہ کرے نعت میں کیف و سرور آ ہی نہیں سکتا اور نعت وہ واحد مقام ہے کہ جہاں بندہ و مولیٰ ایک مرکز پر آ جاتے ہیں کہ خدا بھی اپنے محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور بندہ بھی، اور درود ایک عظیم نعت ہے۔ اس سے قبل کہ میں نعت کی تاریخ کے حوالے سے کچھ عرض کروں۔ پہلے نعت کی تعریف بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

☆ لفظ نعت ابتداء ہی سے راحت جاں ﷺ کی مدح و ستائش کے ساتھ خاص ہے۔ ''تاج العروس'' میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ نعت کا مادہ ن، ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب فتح یفتح سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور بات تفعل تفعل سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ نعت کا بنیادی تعلق بیان حسن سے ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وصف اور نعت میں فرق یہ ہے کہ وصف میں حسن و قبح دونوں بیان کئے جاتے ہیں جبکہ نعت صرف اور

صرف حسن ہی کے بیان کے لئے آتی ہے۔ ثعلب نعت اور وصف میں فرق کرتا ہے کہ نعت صرف ذی جسم کی ہو سکتی ہے اور توصیف کے لئے مشخصات ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ یوصف ولا ینعت یعنی اللہ کی توصیف ہوتی ہے لیکن نعت نہیں۔ لسان العرب میں ابن منظور نے نعت کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر اقسام سے اعلیٰ وارفع ہونا لکھا ہے۔ صحاح میں جوہری نے لکھا ہے کہ لفظ نعت جس وقت باب کرم بکرم سے آئے تو معنی اس کا چہرے کا حسین ہونا ہوتا ہے۔ اسی سے نعیت اسم علم بھی استعمال ہوتا ہے۔

☆ ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں راحت جاں ﷺ نے بذات خود لفظ نعت کو خواص بنانے کے معنوں میں استعمال فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذات الجنب ورسا وقسطا وزیتا یلدبہ۔

☆ نعت کی تاریخ اس قدر قدیم ہے کہ اس وقت لفظ قدیم کا وجود بھی نہ تھا۔ جب اس کائنات ھست و بود کا کوئی ذرہ بھی معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ نہ انسان نہ جن نہ فرشتے' نہ فضائیں نہ ہوائیں' نہ شجر و حجر نہ بحر و بر' نہ خشک و تر' نہ حیوانات و نباتات غرضیکہ جب کوئی چیز بھی معرض وجود میں نہ آئی تھی تو اس وقت بھی رب محبوب کریم ﷺ اپنے حبیب کریم علیہ تحیتہ والتسلیم کی نعت کہتا تھا۔

☆ مشہور روایات کی رو سے فخر دو عالم ﷺ کی صفات کے بیان میں نعت کی روایت کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے۔ جس دم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' کہتے ہیں پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو جب پہلا الہام ہوا تو آپ کو ابو محمد ﷺ کہہ کر پکارا گیا۔ آپ نے نور محمدی ﷺ خود دیکھ کر تعجب سے پوچھا۔ اے میرے پروردگار یہ کیسا نور ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ نور اس نبی ﷺ کا ہے جو تمہاری

اولاد میں سے ہوگا۔ جس کا نام آسمانوں پر احمد ﷺ اور زمین پر محمد ﷺ ہوگا۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ یہ زمین و آسمان پیدا کرتا۔ (سیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ از سید احمد زینی الشافعی۔

یہی وہ توصیفی کلمات ہیں جو بطور تعارف خالق کائنات رب کریم کی طرف سے اپنے محبوب بندے اور رسول اولین و آخرین ﷺ کی قدر و منزلت و شان میں ارشاد ہوئے' لازم تھا کہ جس کی ثنا خود مالک کائنات نے بیان کی۔ پوری کائنات اس کی مدح سرائی کرتی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ بھی آقائے نامدار کے حضور خراج تحسین پیش کریں۔ جن کے صدقے میں ان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کا منصب جلیلہ ملنے والا تھا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا۔ یہی مشیت ایزدی تھی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام اکٹھے کر دیئے گئے۔ پھر قرب کی خواہش ہوئی۔ حضرت حوا نے مہر طلب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے اس بابت عرض کیا۔ ارشاد ربانی ہوا فقال حتی نودی مھرھا قال وما مھر ھلقا تصلو علی محمد عشرون مراۃ وفی دوایۃ عشرون مراۃ یعنی آے آدم علیہ السلام محبوب محمد ﷺ پر بیس مرتبہ درود بھیجو۔

روئے زمین پر محبوب خدا ﷺ کا یہ پہلا ذکر تھا۔ پہلا درود' پہلی مدح اور پہلی نعت جو انسانوں کے جد امجد' پہلے انسان اور خدا کے پہلے مامور خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت آدم علیہ السلام نے آنے والے محمد بن عبداللہ کے حضور پیش کی۔

اس کے بعد تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں نبی آخرالزمان ﷺ کی تعریف و صفات بیان ہوئیں جو بداندیشوں کی کوشش بسیار کے باوجود آج بھی رحمت دو جہاں ﷺ کی توصیف و تعریف سے مزین نظر آتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تورات کے حوالے سے آپ کی صفات بیان کی ہیں۔

امت کے حال کا گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، گروہ امین کا پناہ دھندہ میرا بندہ، میرا پیغمبر، نہ بدخلق، نہ سخت مزاج، برائی کا بدلہ برائے سے نہ دینے والا، سر بستہ دلوں کو کشادگی دینے والا۔

حدیث عطاء بن یسار فقال انہ لموصوف فی التوراۃ ببعض صفتہ فی القرآن، الخ (مشکوۃ المصابیح بحوالہ مسلم، باب فضائل سید المرسلین)۔

مختصر عرض یوں ہے کہ جان کائنات ﷺ کی بعثت مقدسہ کے بعد سب سے پہلا منظم نعتیہ قصیدہ حضرت ورقہ بن نوفل جو الٰہیات کے بہت بڑے عالم اور مذھبا عیسائی تھے پیش کیا۔ جن کے چند اشار درج ذیل ہیں۔

ویظھر فی البلاد ضیاء نور
یقیم بہ البریۃ ان تموجا
فیالیتی اذما کان ذاکم
شھدت و اکثرھم ولوجا

ترجمہ۔ تمام شہروں میں اس (نبی مکرم) نور ہدایت کی روشنی پھیل جائے گی۔ جو خلق خدا کو منتشر ہونے سے بچائے گی اور سیدھا چلائے گی۔ آیئے تاریخِ نعت کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ دور صحابہ کرام علیہم الرضوان، دور آئمہ وصلحاء عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، دور برصغیر

دور صحابہ کرام علیہم الرضوان

ایک طرف جان کائنات ﷺ کی تعلیمات آپ کا خلق عظیم، امت کیلئے بے پناہ ورد، مصائب کی بھٹی میں بھی لاجواب صبر واستقامت اور پوری کائنات کیلئے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین کی رحمت ورافت والی مثالی ونرالی شان تھی۔ تو دوسری طرف

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی والہانہ محبت کا اظہار بھی قابل ذکر ہے۔ یعنی وہ محبت وعشق رسول جس کی مثال نہ ملتی ہے نہ گمان میں آ سکتی ہے۔ اسی عشق صادق کی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کڑی سے کڑی مصیبت بڑی خندہ پیشانی سے جھیل جاتے ہیں۔ پھر بھی لب پر حرف شکایت نہیں بلکہ اطمینان کا اظہار ہے۔ ریت پر گھسیٹے جا رہے ہیں' گھوڑوں کے پیچھے باندھے جا رہے ہیں' سینے پر پتھر رکھے جا رہے ہیں' سولی پر کھینچے جا رہے ہیں' سب کچھ منظور مگر محبوب ﷺ کے پائے نازک میں کانٹا بھی چبھے گوارہ نہیں۔ انہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سنت خدا کو سامنے رکھ کر محبوب کبریا ﷺ کی مدح سرائی کی۔ حضرت ابن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا۔

اری کل مدح فی النبی مقصرا
وان بالغ المثنی علیہ فاکثرا

ترجمہ۔ محبوب کریم ﷺ کی جتنی تعریف کوئی کرے کم ہے۔ جتنا کوئی مبالغہ کرے گا مراتب اتنے ہی بلند ہو جائیں گے۔ ایک مرتبہ خود راحت جاں ﷺ نے اپنی مدح کہنے کا حکم دیا۔ فرمایا۔ تم لوگوں نے تلوار سے میری مدد کی۔ قریش میری ھجو کہتے ہیں۔ تم میں سے کوئی ہے جو زبان شعر سے میری مدد کرے۔ تمام جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ کی مدح وستائش کی ان میں سے چند ایک کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ

انتہائی سن رسیدہ صحابی ہیں۔ جان جہاں ﷺ کی بعثت کا سنا تو مکہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ بارگاہ محبوب ﷺ میں نذرانہ محبت پیش کیا۔

شھدت باذن اللہ حق وانتی مھاجر
لا الھة الا حجار اول تارك
وشعرت عن ساق البد ذاذ مھاجر

واجـوب اليك الـوعــث بـعـد الادكــارك

لاصــحــب خيــر الــنــاس نـفســاو والــد

رســول مـليك الــنــاس فـوق الـحبــائك

☆ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

آپ ﷺ کے شفیق چچا جنہوں نے انتہائی محبت سے آپ کی پرورش کی اور جب تک زندہ رہے آپ ﷺ کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔

والــلــه لــن يــصــلــو اليك بـجـمـعـهـم

حتـــى اوســدا فـــى التـــراب دفيـنـــا

☆ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

راحت جاں ﷺ کے چچا تھے۔ اعلان نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا اور غذوہ احد میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے آپ کو سید الشہداء کا لقب عنایت فرمایا۔

واحــمــد مــصــطــفــى فيـنــا مـطــاع

فــلا تــفشــوه بــالــقــول الــعــنيف

فــلا والــلــه نسـلــمــه بـقــوم

لــمــا نــقــض فيهــم بــالسيــوف

☆ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

آپ نے بارگاہ محبوب کریم ﷺ میں گلہائے محبت پیش کئے۔ تو جان کائنات ﷺ نے آپ کے ایک (درج ذیل) شعر کو دوسرے مصرعے کے ساتھ خود مکمل فرمایا۔

ان الــرســول لسيف يســنــضــاء بــه

مهــنــد مــن سيــوف الــلــه مسـلــول

اس کے علاوہ بے شمار صحابہ کرام جن میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نعت خوانان محبوب دو جہاں ﷺ میں شامل ہیں۔

آخر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار جو بخاری و مسلم میں متفق علیہ ہیں پیش خدمت ہیں۔

ما مسست ذیباجا ولا حریرا
الین من کف رسول اللہ
ولا شممت رالحۃ قط
اطیب من رائحۃ رسول اللہ

دور آئمہ وصلحاء عظام

تمام اولیاء' صلحا اور عرفاء نے محبوب کریم ﷺ کی نعت خوانی کی۔ کیونکہ ولایت' صالحیت اور معرفت جان کائنات ﷺ کی دریوزہ گری سے نصیب ہوتی ہے اور قرآن اس کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تمام اولیاء و عرفاء نے محبوب کبریا ﷺ سے اتباع و محبت کے اظہار کے لئے نعت محبوب ﷺ مقبول کہی۔ چند مشہور اولیاء کرام کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غلام حلقہ بگوش رسول ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب ایاتم

ولم زعشق محمد ﷺ پراست وآل مجید
گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم

کمینہ خادم خدام خاندان قوام
ز خادمی تو دائم بود سباھاتم

گناہ بے حد من ہیں تو یارسول ﷺ
شفاعتے بکن و محوکن خیالاتم

☆ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

آپ بارگاہ محبوب دو جہاں ﷺ میں عرض پرواز ہیں۔

نور احمد ﷺ باعث آفاق شد
نور احمد ﷺ شورش عشاق شد

گرنبودے نور احمد ﷺ در جہاں
کے شدے پیدا زمین و آسمان

صد کتاب و صدورق در نارکن
روئے دل را جانب آن یار کن

☆ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ راحت جان ﷺ سے اپنی دلی کیفیات کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

خواجہ دنیا و دیں گنج وفا
صدر و بدر ہر دو عالم مصطفیٰ ﷺ

آفتاب شرع و دریائے یقیں
نور عالمؐ رحمۃ للعالمین

یارسول اللہ ﷺ بس درماندہ ام
باد برکف خاک برسر ماندہ ام

☆ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

عرش است کمیں پایہ زا ایوان محمد ﷺ
جبریل امیں خادم دربان محمد ﷺ

ازبہر شفاعت چہ الوالعزمؑ چہ مرسل
درحشر زندوست بد امان محمد ﷺ

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمد ﷺ

اس کے علاوہ بے شمار اولیاء کرام جن میں مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن زی بوصیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد بن سعید بوصیری

رحمتہ اللہ علیہ شمس الدین تبریز رحمتہ اللہ علیہ شامل ہیں۔

دور برصغیر

جہاں پوری دنیا کے اندر بسنے والے عاشقان مصطفیٰ ﷺ نے محبوب کریم ﷺ کی نعت کہہ کر اپنے دلی جذبات کا راحت جان ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ وہاں سرزمین برصغیر پر بسنے والے غلامان محبوب کریم ﷺ بھی حضور ﷺ کی مدح سرائی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ آیئے مختصرا جائزہ لیں۔ دور برصغیر میں نعت کیلئے دو زبانیں زیادہ استعمال ہوئیں۔ فارسی، اردو۔

اولاً فارسی

☆ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

اپنی والہانہ محبت کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

درجاں چوکرو منزل جانان ماحمد ﷺ
صدر درکشادہ در دل، از جان ماحمد ﷺ

مستغرق گناہیم، ہر چند عذر خواہیم
پژ مردہ چوں گیاہیم، باران ماحمد ﷺ

☆ شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی

ندائے روئے توارضین و افلاک
بفرق تو منور تاج لولاک

بکش از رخ نقاب اے ماہ یثرب
بزن در حبیب و دامان دلم چاک

بہ حبیب و دامنش صد چاک دارد
قلندر بو علی یمواک، یمواک

☆ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سو رقص لبمل بود شب جائے کہ من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

☆ مرزا اسد اللہ خاں غالب

اپنے محبوب ﷺ سے محبت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

حق جلوہ گرز طرز بیان محمد است
آرے کلام حق بہ زبان محمد است

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

ثانیا اردو

اردو زبان میں بے شمار نعت خواں حضرات ہیں چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت (عاشق محبوب دو جہاں ﷺ) یوں اپنے محبوب آقا سے محبت کا انداز بیاں اختیار فرماتے ہیں۔

واہ کیا جودو کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ﷺ
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسرو!! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

☆ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب جستجو عشق حضورو اضطراب

☆ مولانا ظفر علیخان علی خان

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس مین بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب و بطحا تمہی تو ہو

☆ مولانا الطاف حسین حالی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا

☆ حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ

السلام اے مطلع صبح ازل
السلام اے جان ہر نثر و غزل

السلام اے قلزم جود و سخا
السلام اے مصدر حمد و ثنا

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

کر کے نثار آپ ﷺ پہ گھر بار یارسول اللہ ﷺ
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یارسول اللہ ﷺ

عالم نہ متقی ہوں، نہ زاہد، نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار، یارسول اللہ ﷺ

☆ احمد ندیم قاسمی رحمتہ اللہ علیہ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

☆ ریاض حسین چوہدری

نعت کیا ہے قصر حسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے حکم ربی کی فقط تعمیل ہے

☆ محمد علی ظہوری قصوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

جس کی دربار محمد ﷺ میں رسائی ہو گی
اس کی قسمت پہ فدا ساری خدائی ہو گی

روز محشر نہ کوئی اور سہارا ہو گا
سب کے ہونٹوں پہ محمد ﷺ کی دھائی ہو گی

ان کے علاوہ بے شمار معتبر نام نامی ہیں۔ جن میں مولانا حسن رضا خان، حافظ مظہر الدین، مولانا جوہر علی، امیر مینائی موجودہ دور میں مظفر وارثی، طفیل ہوشیار پوری، محمد اعظم چشتی، صائم چشتی، عبدالستار نیازی اور بے شمار نام شامل ہیں اور یہ سلسلہ ذکر محبوب کریم ﷺ ازل سے جاری ہے اور تا ابد جاری و ساری رہے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر بات ختم کر دی کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

نعت چیست ؟

محققین فرماتے ہیں۔

☆ نعت معراج فہم وشعور ہے۔

☆ کشف حقیقت جمال محبوب ﷺ ہے۔

☆ دل کے بنجر کھیت میں جذبوں کی فصل پکتی ہے تو نعت ہوتی ہے۔

☆ یہ انسان کا محسن انسانیت کے حضور ہدیہ تشکر وامتنان ہے۔

☆ یہ بندے کا اپنے آقا مولا راحت دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے حاضر ہونا ہے۔

☆ یہ احساس ممنونیت ہے۔

☆ احساس انسانیت ہے۔

☆ آئینہ دل کو جلا ملے' شعور جذبوں کی آنچ میں جلنے لگے تو واردات دل کا اظہار ہوتا ہے۔نعت ہوتی ہے۔

☆ نعت کا لغوی معنی

''نعت'' عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ ن' ع' ت ہے۔جس کے معنی ہیں ''تعریف''۔نعت عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔مشہور عربی لغت ''المنجد'' میں اس کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔''نعتاً'' تعریف کرنا' بیان کرنا۔نعت (س) نعتا اچھی صفات دکھانا۔نعت خوبصورت چہرے والا ہونا' اچھے اخلاق والا ہونا۔لغت (ک) تنعانته الرجل پیدائش ہی سے اچھی صفات والا ہونا۔لفظ نعت پر سب سے تفصیلی بحث ''تاج العروس'' کے مصنف نے کی ہے۔علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ ''نعت'' کا لفظ جب باب ''فتح یفتح'' سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور

باب تفعّل یتفعّل سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔

صاحب تاج العروس نے اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے آغاز میں ''نعت'' کے ضمن میں صاحب تاج العروس کے بیان کردہ معانی نقل کئے ہیں۔ مثلاً ''نعت کے معنی وصف کے ہیں۔خصوصاً جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع انعات ہے۔حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کو بھی نعت کہتے ہیں۔نعت کی جمع نعوت ہے۔ابن سعید کہتے ہیں کہ ہر عمدہ چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے۔نعت کہتے ہیں۔ جو چیز بہت خوب ہو اس کے متعلق کہا جاتا ہے ''ہذا نعت''۔منعت اس ذی حیات (انسان یا حیوان) کو کہتے ہیں جس میں کوئی ایسا خاص وصف موجود اسے اپنے ہم جنسوں میں فضیلت بخشے۔ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لئے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حسن و جمال سے اتصاف پذیر ہو۔نعیت نہایت عمدہ معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں''۔

''لسان العرب'' میں ابن منظور نے ''نعت'' کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔محمد حسن الاعظمی کی عربی اردو نعت ''المعجم الاعظم'' میں نعت کا معنی تعریف کرنا' کسی چیز کے اوصاف بیان کرنا (اور اکثر اس کا استعمال اوصاف حسنہ کے لئے ہوتا ہے) درج ہے۔بعض لغت نگاروں نے لکھا ہے کہ نعت عربی کا اسم ہے اور مونث ہے۔ مدح' ثنا' تعریف' توصیف اس کے معنی ہیں۔غیاث اللغات میں ہے ''نعت بالفتح' تعریف و وصف کردن از منتخب۔ اگرچہ لفظ نعت بمعنی مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال میں لفظ بمعنی مطلق ستائش وثنائے رسول ﷺ آمدہ

است، بمعنی وصیفہ اسم فاعل واسم مفعول وصیفہ صفت مشبہ نیز ی آید'' فرہنگِ آموزگار میں اس کا مطلب ''ستائش، وصف، صفت'' اور منتخب اللغات میں ''صفت وصف کردن'' ہے۔فرگن آنندراج نے مطلق وصف کے معنی میں ''نعت'' کے استعمال کی یہ مثالیں دی ہیں (امیر معزی کے اشعار)۔

جاوید ہمی باش باین نعت و بایں وصف
پاکیزہ اخلاق و پسندیدہ افعال

تاپدید آید ہمیں نعت جوانی در بہار
ہم چناں جوں وصف پیری از خزاں آمد پدید

وصفش ہمہ تقدیس زیبوند و زفرزند
نفش ہمہ تنزریہ ز امثال و زالقران

''قاموس'' اور ''بہار عجم'' کے مولف بھی اس لفظ کا معنی مطلق صفت قرار دیتے ہیں۔''تاجدار عجم'' میں مثال کے طور پر محولہ بالا تین اشعار کے علاوہ یہ شعر بھی دیا گیا ہے۔

ہمیشہ سمع و بصر بہت نعت او لیکن
بری زآلتِ سمع و زآلتِ بصر است

امیر معزی نے قریباً ایک صدی پہلے ابوالحسن مجدالدین کسائی نے بھی نعت کا لفظ وصف کے معنی میں استعمال کیا۔وہ بہار کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہسار چوں زمرد نقطہ زدہ زبسقند
درنعت او مسعید حیراں شد است و شیداد

اسی طرح دوسرے اہل قلم نے بھی نعت کے معنی وصف یا خوبی بیان کئے ہیں۔امیر معزی نے نعت کا لفظ حمد کے معنوں میں اور امیرزا احسن بیگ معلوم تبریزی وغیرہ نے منقبت کے معنوں میں بھی برتا ہے۔ سید ضیائالدین دھشیری نے اپنی مشہور کتاب ''نعت حضرت رسول کریم ﷺ درشعرِ فارسی کے مقدمے میں لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے ایک کتاب ''توحید حضرت باری درشعرِ فارسی'' لکھ چکے ہیں اور ایک اور کتاب ''نعتِ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ درشعرِ فارسی'' تالیف کرر ہے ہیں۔

اردو لغات میں اس لفظ کے لغوی معنی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی اور مجازی معنی بھی دیئے گئے ہیں اور کہیں حمد یا منقبت کے معنوں میں اس لفظ کو استعمال نہیں کیا گیا۔ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں کہ صرف علی خان کی مثنوی ''قصہ زیتوں ومحمد حنیف'' میں نعت کا لفظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعریف میں استعمال ہوا ہے۔حافظ ابوموسیٰ نعت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ ''نعت'' اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (ترجمہ) نعت وصف محمود کو کہیں گے۔اگر بتکلف اس میں وصف مذموم کا مفہوم پیدا کرنا ہوتو ''نعت سوء'' سے اسے ظاہر کریں گے۔نعت جب وصف محمود ہے تو وصف کیا ہے؟ وصف کی معنی ہیں کشف اور اظہار۔ شاعرانہ اصطلاح میں وصف کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں۔

''نعت سوء'' کے حوالے سے موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی (تمغہ امتیاز) اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ سے کرتے ہیں ''عربی میں نعت السوء'' کچھ ایسی ہی مصنوعی ترکیب ہے جیسے اردو میں کوئی ''حسینانِ بدوضع'' کی ترکیب باندھے۔''

☆ احادیث میں ''نعت'' کا لفظ

قرآن پاک میں یہ لفظ کہیں استعمال نہیں ہوا، نہ اس مادے کا کوئی اور لفظ آیا ہے۔البتہ اس کا سراغ احادیث نبوی ﷺ میں ملتا ہے۔مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی

ندوی لکھتے ہیں۔ ''قرآن مجید میں اس مادہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے۔احادیث میں دو تین جگہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان کیلئے آیا ہے'' حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ احادیث مبارکہ میں محض دو تین مقامات ہی پر نہیں' زیادہ جگہوں پر آیا ہے اور ایک آدھ مقام ایسا بھی ہے جہاں یہ خوبیوں کے بیان میں استعمال نہیں ہوا۔ ڈاکٹر ریاض مجید کہتے ہیں۔ ''احادیث رسول اکرم ﷺ اور شمائل نبوی ﷺ میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں قریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ نامبارک اشیاء کی کیفیت اور وضاحت کے بیان میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً مسند ابن حنبل (جلد۳ صفحہ ۱۷) میں یہ لفظ جہنم کی زنجیروں اور سلاخوں کی کیفیت کے بیان میں آیا ہے۔ایک دو جگہوں یہ لفظ نشاندہی اور تجویز وسفارش کے مفہوم میں بھی ملتا ہے۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ' راولپنڈی کے ڈائریکٹر سید ریاض حسین شاہ اپنے ایک مضمون میں احادیث پاک میں اس لفظ کے مختلف معنوں میں استعمال کا ذکر تفصیلاً کرتے ہیں۔ ''ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے بذات خود لفظ ''نعت'' کو خواص بتانے کے معنوں میں استعمال فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت رسول اللہ ﷺ من ذات الجنب ورسا وقسطا وزیتا یلد بہ۔

حلیہ اور اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں جامع ترمذی میں رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی جس میں لفظ نعت استعمال کیا گیا۔ خلاقہ روایت یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے رجال کے ماں باپ کا حال وحلیہ ہم سے بیان کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت لنا رسول اللہ ﷺ ابوبہ وصف بیان کرنے کے لئے لفظ نعت کا استعمال لیس تسائی کی ایک حدیث میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشھر

ھکذا وھکذا او صفتی محمد بن عبید ھیدیہ یستھانلانا ۔

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ لفظ تقریباً پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور نعت کے قریباً سارے ہی معنوی مترادفات اور متضادات لائے گئے ہیں۔ البتہ ایک آدھ روایت ایسی بھی نقل کی گئی ہے جس میں بیان حسن کے ساتھ ساتھ بیان قبح کا مفہوم بھی لفظ نعت کے اندر سمویا معلوم ہوتا ہے۔ مسند امام کے الفاظ فیھا ونصلی النعت المکروہ ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کے اوصاف وکمالات اور حال جلیلہ کے لئے لفظ نعت غالباً سب سے پہلے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے استعمال فرمایا اور اسے امام ترمذی نے شمائل میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ویقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ اسی طرح سنن داری نے کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التورات لکھ کر حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص قرار دیا۔

سنن ابی داؤد میں ابواب الدیات اور صحیح بخاری میں ابواب انبیاء میں علی الترتیب انہ لیس بالنعت اور لقیت عیسیٰ موسیٰ لنعتہ النبی صلی اللہ علیہ ولم میں لفظ نعت بیان احوال اور حلیہ وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا۔ اسی طرح یہ لفظ امام مسلم نے اپنی جامع میں (باب الایمان) لغت الیہ رجل منہم کی صورت میں نقل کیا۔ بعض صوفیہ کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے کہ نعت کا معنی شان بھی آتا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں نعت کا معنی سفارش کرنا بھی لایا گیا ہے۔

لغت وآثار وروایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم ومطالب حاصل ہوئے ان کی ترتیب یہ ہے۔

☆ اوصاف بیان کرنا۔

☆ احوال بیان کرنا۔

☆ حلیہ واضح کرنا۔

☆ تعریف میں مبالغہ کرنا۔

☆ سفارش کرنا۔

☆ نقل کرنا یا نقل اتارنا۔

☆ جوہر سامنے لانا۔

☆ کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا۔

☆ خواص منکشف کرنا۔

☆ عمدہ صفات رکھنا۔

☆ کسی شے کا قدیم الاصل ہونا۔

☆ دوڑ میں آگے بڑھ جانا۔

☆ صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا۔

☆ ایک خاص نشان رکھنا۔

☆ حضور ﷺ کی مدح وتحمید بجالانا۔

☆ وصف مدح اور نعت

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے مقالے میں نعت اور وصف کا فرق بیان کرنے کیلئے سنن ابن ماجہ، سنن دارمی اور مسند امام احمد بن حنبل میں بیان کردہ نعت اور نعت سوء پر گفتگو کے بعد تاج العروس، القاموس، المحیط، المعجم الاوسط، المعجم الاعظم، المنجد، القاموس العصری وغیرہ کے حوالے سے بات کی ہے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی کہتے ہیں۔ ''عربی زبان میں تعریف وتوصیف کیلئے اور بھی بہت سے مصدر مستعمل ہیں۔ مثلاً حمد، ثنا، مدح وغیرہ۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی مگر اہل قلم حضرات نے عملاً حمد کو اللہ جل جلالہ کی تعریف کیلئے اور لفظ نعت کو حضرت رسول ﷺ کی ثناء وصفت بیان کرنے کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔ لفظ مدح کو عام

تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثناء کی طرح استعمال کرتے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے کو لفظ مدح مدیح سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور اب بھی بعض شعراء مدح رسول ﷺ کہتے ہیں لیکن لفظ "نعت" تقریباً مختص ہو گیا۔" قریباً یہی بات موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی نے کی ہے لیکن مدح اور مدیح کو ہم معنی الفاظ نہیں سمجھتے اور لکھتے ہیں۔ "زبان میں نعت کے قریب العلائی اور بھی متعدد لفظ موجود ہیں۔ مثلاً حمد، ثناء، مدح، توصیف وغیرہ۔ مدح نعت کے قریب قریب ہے چنانچہ نعت کو مدح رسول ﷺ بھی کہتے ہیں اور حمد کو مدیح رسول ﷺ کہلاتا ہے۔"

مدح کے بارے میں ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحٰق قریشی لکھتے ہیں۔ "مدح انسانی فطرت کی تاثر پذیری کا شعری اظہار ہے۔ فطرت سلیم حقوق آشنا ہوتی ہے۔ انسان میں یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ محسنین کا بندہ بے حرام ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ مدح کی سب سے عمدہ وضاحت صاحب الوسیط نے کی ہے۔ لکھتے ہیں مدح صاحب شان ذات کی ذاتی اوصاف مثلاً عقل، عدل، صفت اور شجاعت میں برتری و عظمت کے حوالے سے پسندیدہ خصائل کی تعریف وتوصیف ہے۔

مدح رسول اکرم ﷺ اصناف سخن کے حوالے سے مدح کا حصہ ہے مگر اپنی مخصوص ہیت اور عناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک بلند تر صنفِ سخن ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ شعرا جو ہر کس وناکس کی مدح میں مبالغے اور لغو کی تمام حدود پار کر رہے تھے اور جنہیں رائی کا پہاڑ بنانا آتا تھا، مدحِ رسالت ﷺ میں ایسے ژولید بیان ثابت ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے۔ حقیقت ہے کہ مدح پیغمبر ﷺ کا اسلوب عام مدیح سے قطعاً مختلف ہے۔ اس لئے اسے عام مدحیہ شاعری کا جزو خیال کرنا اور اسی کے پیمانوں سے ماپنا اس فنِ شریف سے انصاف نہ ہوگا۔ یہی تقاضا اسے مدح سے برتر مقام دیتا ہے اور مدح کے عمومی نام سے مختلف اصطلاح کے استعمال کی دعوت دیتا ہے وہ اصطلاح جو بلند تر بھی

ہے اور اس صنفِ خاص کیلئے موزوں تر بھی۔ اس لئے ذاتِ رسالت پناہ ﷺ کے حوالے سے جو مدح نگاری ہوتی اسے نعت کا امتیازی نام دیا گیا ہے۔

☆ نعت کا اصطلاحی معنی

یوں اب قریباً دنیا بھر کی مسلم علاقوں کی زبان میں نعت لغوی معنوں کے دائرے سے نکل کر اصطلاحی معنوں کے واضح اور وسیع تناظر میں نظر آنے لگی ہے۔ چنانچہ موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی کہتے ہیں کہ مدح کے ساتھ رسول ﷺ کی ترکیب ضروری ہے لیکن نعت چونکہ خود حضور ﷺ ہی کیلئے مخصوص ہے لہذا نعت رسول ﷺ کہنا ضروری نہیں۔ شمس بدایونی لکھتے ہیں کہ اصطلاحاً لفظ نعت سے ایک خاص قسم کی شاعری مراد لی جاتی ہے جس میں آنحضور ﷺ کی پاکیزہ شخصیت کا تعریف وتوصیف کی شکل میں بیان ہوتا ہے۔ نعت دراصل ایک مضمون یا موضوع کا نام ہے لہذا جب لفظ نعت کا استعمال کیا جاتا ہے تو وہ تمام ذخیرہ مراد ہوتا ہے جو آنحضو ﷺ کے فضائل و مراتب اور شمائل پر مشتمل ہوتا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم مین۔ علی جواد زیدی کہتے ہیں کہ نثری نعت کو اصطلاحاً ''محامد رسول'' کا ایک جدا نام دے سکتے ہیں۔

پروفیسر غلام رسول عدیم ایک مجموعہ نعت کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے ابتدائی قرنوں میں اس (نعت) کی قامت زیبا پر وہ معنی نہیں پہنائے گئے تھے جو بعد کی صدیوں میں اس کا طرہ امتیاز بن گئے۔ تب اس کے معنی صرف توصیف وتحسین تھے۔ مگر ادوار مابعد میں اسے بڑی خوبصورتی سے ایک خاص مفہوم کیلئے چن لیا گیا۔ اسے صرف اور صرف مدیح پیغمبر ﷺ کیلئے مخصوص کرلیا گیا۔ یوں مدیح جم و کے حمد باری تعالیٰ اور نعت سرور ﷺ میں واضح خط کھینچ گئے۔''

حمد نعت اور منقبت کے اصطلاحی معنوں کے بارے میں عزیز جے پوری لکھتے ہیں۔ ''لغوی اعتبار سے نعت کے معنی تعریف کے ہیں لیکن اصطلاح میں ہم نعت صرف رسول

اکرم ﷺ کی تعریف کو کہتے ہیں۔حمد کے معنی بھی تعریف کے ہیں لیکن وہ ہم نے ذاتِ باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔اسی طرح منقبت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کیلئے مخصوص ہے۔''

حفیظ تائب کا کہنا ہے۔''مدح رسول ﷺ (جسے کافی مدت بعد' پہلے پہل فارسی میں اصطلاحاً نعت کہا گیا) نے حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں با قاعدہ فن کی صورت اختیار کرلی تھی۔''

پروفیسر محمد اقبال جاوید نے اپنے انتخاب نعت ''مخزن نعت'' کے مقدمے میں لکھا ہے۔''حضور ﷺ کی شان میں کہا جانے والا ہر کلمہ نعت ہے مگر اصطلاحاً ہم ایسی ہر منظوم کوشش کو نعت کہتے ہیں جس میں ستائش رسول ﷺ کی دل آویزیاں ہوں۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان' تابعین' تبع تابعین اور پھر آج تک کے مسلمانوں نے راحت جاں ﷺ کی نعت اس لئے بھی کہی کہ حضور رسول کریم ﷺ کا فرمان اللہ کا فرمان ہے۔حضور ﷺ کے ہاتھ کو اللہ کریم نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔حضور ﷺ نے جو مٹھی کنکروں کی جنگِ بدر میں کفار کی طرف پھینکی تھی اس کام کو خالق و مالکِ حقیقی نے اپنے ساتھ منسوب فرمایا۔حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کہا۔حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں اور مخالفت کرنے والوں اور ان سے پھٹے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ خود خالقِ کریم کو ایذا پہنچانے اور مخالفت کرنے اور پھٹے رہنے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ لوگوں کو غنی کرتا ہے تو اس میں اپنے محبوب پاک ﷺ کو بھی شامل ذکر فرماتا ہے۔وہ خود رؤف الرحیم ہے تو اس نے اپنے محبوب ﷺ کو مومنوں کے لئے رؤف و رحیم فرما ہے۔اس نے جو عالم پیدا فرمایا ہے اس کیلئے حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔وہ اپنے آپ کو کریم فرماتا ہے تو اس نے اپنے محبوب کو بھی کریم فرمایا۔وہ خود عطا فرماتا ہے تو اس عطا کے ذکر میں اپنے پیارے کو بھی شامل کرلیتا ہے۔اللہ تعالیٰ

کے یہ احکام وارشادات سامنے ہوں تو واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا ذکر خود خالقِ حقیقی جل جلالہ کا ذکر ہے۔

☆ نعت کیا ہے؟

نعت کا تعلق خدائے ذوالجلال سے ہے۔ خالقِ حقیقی اور رسولِ کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ یہ بات اس کے دوام پر دال ہے۔ یعنی نعت ازل سے ہے اور ابد تک بلکہ اس کے بھی بعد رہے گی۔ عالم انسانیت کے حوالے سے جب تک حضور ﷺ پر درود و سلام کی ڈالیاں پیش کرنے کا خدائی حکم ہے' اہل اسلام میں سے جو لوگ طبعِ موزوں رکھتے ہیں وہ امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں نعت کی صورت میں ہدیہ عقیدت و ارادیت پیش کرتے رہتے ہیں۔ نعت کے شاعروں' نقادوں اور قارئین میں سے بہت سے اہل علم حضرات نے اپنے اپنے انداز میں نعت کی تعریف کی ہے۔

محمد فیروز شاہ تخلیقِ نعت کے مرحلے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ''محبوب قلب ونظر کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی کانپ اٹھتا ہوں۔ خاک کا عالمِ پاک کے سردار سے ربط و رابطہ؟ تب میرے عمل کی ندامتیں اس کی رحمتوں کے حضور سوالی بنتی ہیں تو لفظ ۔۔۔ سچے لفظ تخلیق ہوتے ہیں۔'' سید نور محمد قادری نعت کو محض شاعری نہیں گردانتے اس سے کچھ ماوراخیال کرتے ہیں۔ ''فخر موجودات آقائے کائنات ﷺ کی نعت گوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ قافیہ پیمائی اور الفاظ و بیان کے جادو جگانے کا نام ہے۔ یہاں پیچ وتاب رازی کی بجائے سوز وساز رومی کی ضرورت ہے۔''

لکھنؤ کے پروفیسر ڈاکٹر ملک زادہ منظور نعت کو کمالاتِ نبوت کی تصویر کہتے ہیں۔ ''نعت محض رسول کریم ﷺ کی شاعرانہ توصیف کا نام نہیں' بلکہ بقول ایک تنقید نگار نبوت کے حقیقی کمالات کی ایسی تصویر کشی کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور روح کی بالیدگی پیدا ہو سکے اور یہ تازگی اور بالیدگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب مداح کا

دل رسول ﷺ کی محبت کے حقیقی جذبات سے پر ہو۔ ''محبت کی بات آتی ہے تو یاد رہے کہ بیشتر اہل قلم نعت کو محبت کے اظہار کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ علامہ احمد سعید کاظمی کہتے ہیں۔ ''زبان شعر میں بارگاہ نبوت کا ہدیہ شوق و محبت نعت ہے۔'' ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے الفاظ ہیں۔ ''نعت عشق کی تخلیق بھی ہے اور عشق آفرین بھی۔ حسن نعت دل میں محبت رسول اللہ ﷺ کی شمع فروزاں کر دیتا ہے اور اس شمع کا سوز اثر میں قرۃ العین ہوتا ہے جس کیلئے میں ''جمالیاتی ٹھنڈک'' کی تعبیر بھی اختیار کرتا ہوں۔''

ہمدرد والے حکیم محمد سعید سید ھے سادے الفاظ میں اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت ایمان کا لازمی حصہ ہے اور اسی محبت و عقیدت کا اظہار نعت ہے۔ قریباً انہی الفاظ میں اقبال ساغر صدیقی نے اظہار خیال کیا ہے۔

شیخ عبدالقادر نے نعت کی بنیاد سرکار ﷺ کی غلامی اور محبت قرار دیا ہے۔ ''ہمارے زندہ نبی حضرت رسول مقبول ﷺ کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر علاقے میں ان کے مدح سرا پیدا ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ ﷺ کی ذات وصفات کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور جو آپ ﷺ کی غلامی پر نازاں ہوتے ہیں۔ ان میں سے جن کو نظم پر قدرت ہے وہ آپ کی صفات کا اظہار اشعار کے ذریعے سے کرتے ہیں۔''

ڈاکٹر یونس حسنی نعت کیلئے جذب جنوں اور شوقِ عشق کا وہ گداز ضروری مراد دیتے ہیں جو دل کو موم کی طرح پگھلا دیتا ہے۔ عابد نظامی لفظوں میں محبت رسول ﷺ کے اظہار کو نعت قرار دیتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کے الفاظ میں نعت عشق رسول ﷺ کے بغیر کہی ہی نہیں جاسکتی۔ رسماً کہی جائے گی تو اس کا کھوکھلا پن جلد کھل جائے گا۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی کہتے

ہیں۔ ’’نعت حضور اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار بھی ہے اور عشق رسول ﷺ کی بنیاد بھی ہے۔نعت سن کر حضور اکرم ﷺ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور اگر ہے تو زیادہ ہوتی ہے اور محبت و ایمان لازم وملزوم ہیں۔پس نعت جز وایمان ہے۔‘‘

محمد عبداللہ قریشی ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی کتاب ’’اردو کی نعتیہ شاعری‘‘ کے فلیپ پر یوں رقم طراز نظر آتے ہیں۔’’نعت گو جب تک عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر توحید و رسالت اور عبودیت کے نازک رشتوں میں کامل ہم آہنگی پیدا نہ کرے‘ جذبات عالیہ‘ درد‘ سوز و گداز‘ رفعت بیان اور حسنِ ذوق سے آشنا نہ ہو‘ اس وقت تک وہ نعت گوئی کے منصب سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔‘‘

ڈاکٹر اشادالحق قدوسی اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ ’’نعت نے نبی اکرم ﷺ سے لے کر عصر حاضر تک ایک ایسی مضراب کا کام انجام دیا جس سے اسلامی غیرت‘ حمیت اور اخوت کے تاروں کو جنبش ہوتی ہے اور محبت اور عقیدت کے ان جذبات کو فروغ حاصل ہوتا رہا ہے جس پر ہماری ملی قوت‘ بقا اور ارتقا کا انحصار ہے۔۔۔۔مدح رسول ﷺ واقعی ایک دریا ہے جس کی تہہ تک نہ پہنچا جا سکتا ہے اور نہ ہی آج تک کسی نے اس کا حق ادا کیا ہے۔‘‘

الطاف حسن قریشی مدیر اردو ڈائجسٹ میں کہتے ہیں۔ ’’نعتیہ شاعری عشق رسول ﷺ کے گہرے سمندر سے پھولتی ہے۔جس درجہ کی محبت ہوگی‘ اسی درجے کی بے ساختگی اور سرمستی شعروں میں ڈھل جائے گی۔‘‘ شاعر لکھنوی کے نزدیک نعت گوئی حضور ختمی مرتبت ﷺ کی عقیدت و محبت کے عمیق اور بیکراں جذبوں کو نقش فریادی کی طرح کاغذی پیرہن میں سجانے کا عمل ہے۔‘‘ بنت الاسلام قرار دیتی ہیں کہ نعت کا مقصد یہی ہے کہ حضور ﷺ کے اوصاف عالیہ بیان کئے جائیں اور اپنی محبت کا اظہار کیا جائے۔

صاجزادہ سید فیض الحسن نعت گوئی کو ایمان کی جان بھی کہتے ہیں اور پہچان بھی کہ حضور علیہ السلام کی محبت ہی ایمان ہے اور محبت تو احساسِ جمال اور اعتراف کمال ہی سے پیدا ہوتی ہے اور یہ احساسِ جمال ہی نعت گوئی کا محرک ہے۔ (ڈاکٹر) سید احسن زیدی نعت کو تبلیغ اسلام کا موثر ذریعہ بھی بتاتے ہیں۔ ''نعت گوئی شبِ تارِ الست کے سینے سے پھوٹنے والے نورِ اولین کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار ہی نہیں' یہ تبلیغ اسلام کا موثر ذریعہ بھی ہے۔'' ساقی جاوید نعت گوئی کو ایک فن کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں۔ (جسٹس) پیر محمد کرم شاہ الازہری کے نزدیک نعت درحقیقت جمالِ محمدی ﷺ کے خالق کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد سعد اللہ (انڈیا) کہتے ہیں۔ ''آنحضور ﷺ کی مداحی میں آپ کے عقیدت و احترام کیلئے جب شاعری میں اظہار خیال کیا جاتا ہے تو جو صنفِ' فن وجود میں آتی ہے اسے نعت کہا جاتا ہے۔ سید حسین علی ادیب رائے پوری بھی نعت کو آئینہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''نعت وہ آئینہ ہے جس میں نعت گو شاعر کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ یعنی جس طرح کے الفاظ خیالات اور جذبات عقیدت اور محبت کی ترجمانی کرتے ہیں اس سے شاعر کے ادراک و احساسات کی تصویر بھی اس آئینہ میں مخصوص ہو جاتی ہے۔

وقار احمد رضوی نعت کو ایک ایسا جامہ فن کہتے ہیں جس کے ذریعے شاعر اپنی عقیدت کے پھول شعریت کے رنگین و پر کیف لباس میں پیش کرتا ہے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں دیدہ دل نثار کرتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی نعت کو مدح نگار کے ضمیر کی آواز بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کے خیال میں ''نعت حب رسول ﷺ میں مچلتے ہوئے پاکیزہ جذبوں کو لفظوں کے کچھ ایسے پاکیزہ سانچے میں حسن و جمال کے ساتھ پرونے کا نام ہے جس کے لئے تلوار کی سی تیز دھار پر چل کے آنا پڑتا

ہے۔

علم دین سے واقف ہونا نعت گوئی کیلئے بہت اہم ہے لیکن علم کو عقیدت' محبت' جذبے اور خلوص کے ابرتے بغیر بات نہیں بنتی۔ کرم حیدری حمد و نعت کہنے کیلئے علمِ دین کے ساتھ ساتھ خلوص اور جذبے میں توازن اور اعتدال کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ کوثر نیازی کہا کرتے تھے۔ ''محض علم کے بل بوتے پر نعت کہو تو وہ جذبے سے خالی ہوگی اور محض جذبے کی بنا پر شعر کہو تو اس پر نعت کا اطلاق نہ ہوگا۔ گویا نعت کیا ہے کارگرِ شیشہ گراں ہے۔ ذراسی ٹھیس لگی اور آبگینہ ٹوٹ گیا۔ آب و آتش کو یکجا کرنا پھر آسان ہے مگر جذبہ اور علم کی آمیزش سے تغزل کے کامل شعور کو برقرار رکھتے ہوئے نعت کہنا کارے دارد۔''

سید محمد فاروق احمد قادری ابوالعلائی نعت رسول ﷺ کے درمیان مختصر ترین راستہ قرار دیتے ہیں' اسے ملت اسلامیہ کیلئے رازِ سرمدی اور فکر و دانش کیلئے جہت و سمت کہتے ہیں۔ قاری محمد مصلح الدین صدیقی کہتے ہیں۔ ''نعت گوئی بلاشبہ ایک مقدس ذریعہ ہے جس سے شاعر بارگاہ رسالت ﷺ سے وابستگی کی راہ ہموار کر کے اس فیض سے اپنے جذبات کو نت نئے رنگ اور انداز میں پیش کرنے پر دسترس حاصل کر لیتا ہے اور اسی میں گم ہو جاتا ہے۔ کتنی پیاری صنف ہے یہ نعت گوئی جو شاعر کے حواس کو محبوب ﷺ کے جلوؤں کی آماجگاہ بنا کر اس کے قلب و نگاہ کو تقدس کا درجہ عطا کرتی ہے۔''

ممتاز حسن کے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں رحمتہ للعالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ حافظ لدھیانوی نعت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ ''جذبے کی کوئی زبان نہیں ہوتی' آنسوؤں کا کوئی لہجہ نہیں ہوتا' دھڑکنوں کا کوئی اسلوب نہیں ہوتا۔ یہ سارے انداز ختمی مرتبت ﷺ سے قلبی تعلق کے مختلف مظاہر ہیں۔''

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی نعت کو شاعر کا ایسا جذبہ عشق قرار دیتے ہیں جو سننے یا پڑھنے والوں تک کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے۔ کہتے ہیں۔ نطق و بیان کی معراج ذکر نبی کریم ﷺ ہے' خواہ یہ کسی صورت میں ہو۔ نعت ذکر رسول ﷺ کی ایسی صورت ہے جو شاعر کے جذبہ عشق کو دوسروں کا جذبہ بنا دیتا (دیتی) ہے۔''

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں۔ ''نعت بھی عجیب صنف ہے' اس میں محبت عقیدت کے تابع ہو کر چلتی ہے اور عقیدت احترام کے سائے میں۔'' ابوالاثر حفیظ جالندھری نے نعت کی عبادت کو اعتراف عجز کا نام دیا ہے کیونکہ ثنائے خواجہ تو مرتبہ دانِ خواجہ ہی کر سکتا ہے اور وہ خالقِ کل جل جلالہ ہے۔ باقی سب تو اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں' اس کے حکم پر بدربار مصطفوی ﷺ ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہیں لیکن عجز فہم اور عجز بیان کے اعتراف کے ساتھ ابوالاثر نے کہا۔ ''حمد و نعت کا جس قدر لٹریچر چھپا ہے' اعتراف عجز کے علاوہ اسے کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس اعتراف کا ثواب قیامت تک ترقی کرتا اور سنورتا رہے گا اور یہ ایک قسم کی عبادت ہے۔''

راجا رشید محمود کے نزدیک ''نعت سنت کبریا ہے۔ قلم و زبان کا اس راہ میں قدم رکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اس فرض سے وہی شخص بطریقِ احسن عمدہ ہو سکتا ہے جس کی نگاہ علمِ دین کے تمام شعبوں پر ہو جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو' جو رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہو جس آدمی کو ممدوحِ کبریا ﷺ کی رفعتِ شان کا ادراک و احساس نہ ہو' وہ نعت کیا لکھے گا' سمجھے گا۔''

فراست رضوی اپنی ذات کی نفی یعنی کامل سپردگی کو نعتیہ شاعری کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ ''نعتیہ شاعری کی بنیاد جس شے پر رکھی ہوتی ہے' اس شے کا نام ہے عشقِ رسول ﷺ اور عشق کے آداب میں پہلا سبق ہے' اپنی ذات کی نفی یعنی کامل سپردگی اور کامل سپردگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنی نفی نہ کر دے۔'' ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی اسے

صداقت شعاری کا معیار اور ایمان کی سـالـمیـت کا مسئلہ قرار دیتے ہیں۔احسان دانش نے نعت کو اظہار عجز کہتے ہوئے فرمایا۔''یہ اہلِ عشق و شعور جس قدر نعتیں لکھتے ہیں' یہ تمام اظہارِ عجز ہے اور بس لیکن یہ اظہار عجز بھی بڑے کام کی چیز ہے کہ انسان ایک ایک لفظ پر رحمت و شفاعت کا حقدار ہو جاتا ہے۔'' سید اختر الاسلام اس میں اطاعت و تسلیم کے جذبے کو شامل خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔''نعتِ نبی ﷺ ایسی نظم ہے جس میں عشق' خلوص اور یقین کے ساتھ طاعت و تسلیم کا جذبہ اور رغبت شامل ہوتے ہیں۔اس میں آدمی کا شعور کارفرما ہوتا ہے جو محبت آمیز فکر و خیال کے اظہار کو ایسی نزاکتیں عطا کرتا ہے جو نیازمندی کے ساتھ ناز و ادا کی دل آویز کشش اور رعنائی و دلکشی بھی رکھتا ہے۔''

مجموعہ نعت ''ورفعنا لك ذكرك پر اظہارِ رائے کرتے ہوئے اشفاق احمد نے لکھا۔''نعت کسی صنفِ سخن کا نام نہیں۔یہ تعلق' رابطے اور گزارشِ احوال کا ایک ذریعہ ہے۔ایسا ذریعہ جس سے معمولی غلام اور بروئے آقائے دوجہاں ﷺ کی کائناتِ کرم سے دامن بھرنے کیلئے اپنا رخ متعین کرتے ہیں۔''

''نعت'' محض شاعری نہیں ہے۔شعر و سخن کی اس سرزمین میں جب تک جذبوں کا پانی نہ دیا جائے' محبت کا سورج جب تک اس پر اپنی تمازت نہ بکھیرے' جب تک اس پر سحابِ اخلاص کا ترشح نہ ہو اور اس پر عقیدت و ارادت کی یہ فصل پک کر ضمیر پر سونا نہ بکھیرے' حق ادا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر امانت حیاتِ طیبہ کا تذکرہ نعت گوئی کے حوالے سے اس طرح کرتے ہیں۔ ''نعت گو شعراء نے جس زندگی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے' اس کا نمونہ زندگی کے گوناگوں مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔'' اسلام اور سیرت طیبہ سے پوری طرح واقفیت کو شاہ معین الدین احمد ندوی بھی نعت گوئی کیلئے بنیادی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ لکھتے

ہیں۔ ''حبِ رسول ﷺ کے ساتھ نبوت کے اصلی کمالات اور کارناموں' اسلام کی صحیح روح' عہدِ رسالت کے واقعات اور آیات و احادیث سے واقفیت ضروری ہے جو کم شعراء کو ہوتی ہے۔ اس کے بغیر صحیح نعت گوئی ممکن نہیں ہے۔''

انسانی معاشرے کی اصلاح کی ایک مثبت اور تعمیری کوشش کے طور پر اس صنفِ سخن کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر منظور حسین شور کہتے ہیں۔ ''اردو شاعری میں اگر کوئی صنفِ سخن انسانی معاشرے کیلئے نفس کی تہذیب اور کردار کی شائستگی کا بہترین درس دے سکتی ہے تو وہ سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت ہے اور چونکہ نعت گوئی کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک ہوتی ہے اس لئے کامیاب نعت گوئی انسانی معاشرے کیلئے ایک مثبت اور تعمیری خدمت کے مترادف ہوتی ہے۔'' غزل کے حوالے سے جذبے کو متحرک کرنے اور اس کے بعد کامیاب نعت کہنے کی بات احمد ندیم قاسمی یوں کرتے ہیں۔ ''غزل کے شعر کے توسط سے انسان کے نازک ترین' عمیق ترین' لطیف ترین جذبے کو متحرک کرنا اصل بات ہے اور جب کوئی شاعر اس طرح کی غزل کہنے پر قدرت حاصل کرلے تو پھر نعت کہنے میں اسے آسانی بھی ہوتی ہے لطف بھی آتا ہے اور وہ کامیاب بھی ہوتا ہے۔'' لیکن حافظ لدھیانوی غزل اور نعت میں تفاوت کی بات چھیڑتے ہیں کہ ''غزل کی شاعری محبوب کی مبالغہ آمیز قصیدہ نگاری کے سوا کچھ نہیں۔ نعت میں خیال کی پرواز محدود نظر آتی ہے' مضمون کی بلندی پست دکھائی دیتی ہے' قدرتِ کلام کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ نعت گو کو ہمیشہ یہی احساس رہتا ہے کہ اس ذاتِ اقدس کے حضور کچھ نہ کہہ سکا۔'' محمد ایوب مصنف نوائے فردا' غزل اور دیگر اصنافِ سخن کا نعت کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں'' غزل اور دیگر اصنافِ سخن بالعموم عالمِ محسوسات اور عالمِ وہم و خیال میں محدود و محصور رہتے ہیں۔ نعت کو بھی ان عوامل سے مفر نہیں لیکن اس کی پرواز ان عوالم سے برتر مقام یعنی عالمِ امر تک ہوتی ہے۔ یہ مقام' مقامِ عشق و

محبت ہے۔ عالمِ امر سے تراوش کردہ مضامین صحیح معنوں میں مذاقِ عشق و شانِ حسن کی آئینہ داری کرتے ہیں۔''

(جسٹس) ایم آر کیلانی نعتیہ کلام میں پرواز کی گنجائش پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔ ''نعتیہ کلام میں پرواز کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عرشِ معلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ تو ہم نے کب کا سنا ہے کہ

جبرائیل اندر رکابش در شب معراج بود

اس لئے کسی نے کہا کہ' جبرئیل زبوں عہدے۔ جبرئیل علیہ السلام کو تو ہم نے اتنی دفعہ حضور ﷺ کی اردل میں دیکھا ہے کہ ہم جبرئیل' کی جگہ خود اردل میں جاتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں۔ مشہور محقق' شاعر اور ادیب خواجہ رضی حیدر نعت کو لامحدود امکانات کی شاعری قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ''اس میں خیر و برکت بھی ہے اور التجائے رحمت بھی۔ اس میں نعت ابدی ہے اور نجاتِ اُخروی بھی۔'' عبدالقدوس ہاشمی توحیدِ اسلامی کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔''اس نوعِ انسانی کا پورا نظام جس توحیدِ اسلامی کے عقیدہ پر قائم ہے' اس کے تین پہلو ہیں۔ توحیدِ الوہیت' توحیدِ نبوت اور توحیدِ انسانیت' جب کوئی دیندار مقرر' نثر نگار یا شاعر کچھ کہتا ہے تو بلاواسطہ یا بالواسطہ ہمیشہ توحیدِ اسلام کے انہی تین پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔''

ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی ''توحیدِ نبوت'' کی گویا تشریح کرتے ہیں۔ '' نبی کریم ﷺ کی معرفت تصوف اور تزکیہ نفس کا پہلا مرحلہ بھی ہے اور آخری مرحلہ بھی۔ مقامِ محمد ﷺ کی طرف سے سفر کرنے والوں کو نفس مطمئنہ اور زبانِ حمد عطا کی جاتی ہے۔ حمد کے لئے لازم ہے کہ جس ذات کی حمد کی جارہی ہے' اس کی صفات اور کمالات کا پوری طرح ادراک اور علم ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا یہ ادراک و علم حضرت رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے طفیل ہمیں نصیب ہوا۔ وہ رسول ﷺ جو' احمد ﷺ' تھا

اور بے حد حمد کرنے کا عمل جس کا اسم صفاتی ٹھہرا۔ وہ رسول ﷺ جو ''محمد ﷺ'' تھا اس نے اس درجہ اپنے منبع و مصدر کی حمد کی کہ خود وجہِ حمد و ستائش بنا گیا۔''

حمد اور نعت کا تعلق ''حمد اور نعت میں بڑا گہرا لیکن بہت نازک تعلق ہے۔ حمد خداوندِ قدوس و کریم جل و علا کی تعریف و ثنا ہے اور نعت اسی کے بندے اور محبوب' حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کی مدحت و توصیف ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق و مالک کائنات ہے اور آقا حضور ﷺ جہاں اس کے بندے ہیں' اس کی مخلوق ہیں' وہاں اس کے محبوب بھی ہیں۔ حمد اور نعت میں تعلق بھی یہی ہے اور فرق بھی یہی کہ ایک میں خالق کی حمد ہے اور سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ دوسری میں اس کی تعریف ہے جس کی تعریف سب تعریفوں کا واحد حقدار کرتا ہے۔ سب تعریفوں کا سزاوار اللہ جل شانہ ہے اور سرکار ﷺ وہ ہیں' جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہ کی گئی نہ ہو سکتی ہے کہ اسمِ گرامی سرکار کا محمد ﷺ ہے۔ حمد سنتِ محمدی ﷺ اور نعت سنتِ خداوندی۔ حمد مخلوق خدا کا فعل ہے اور نعت مخلوق کے ساتھ ساتھ خالقِ حقیقی بھی کہتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ ''محمد'' ہیں کہ ان سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی۔ حمد' احمد' محمود اور محمد کا مادہ ''ح م د'' ہے۔ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے لئے اپنے ہی اسم سے اشتقاق کیا ہوا نام رکھا چنانچہ عرش والے کا نام محمود ہے اور ان کا محمد ﷺ) کنور محمد اعظم خاں خسروی کا ایک شعر دیکھئے۔

محمد ﷺ احمد و محمود و حامد مشتقاق حمد جس کے نام
کرے تعریف کیسے' کس نعت میں' کون پھر ایسے مسمی کی

(اسی لئے) بہت سے مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے محبوب رسول ﷺ کا ذکر اکٹھا کیا ہے۔ (تفصیل ہماری کتاب ذکر محبوب ﷺ اور اسماء

محبوب ﷺ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

☆ اولین نعت

غالب نے کہا تھا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

نعت کہنے' پڑھنے' سننے والے سب لوگ غالب کے اس شعر میں بیان کردہ حقیقت پر مہرِ تسلیم ثبت کرتے ہیں کہ آقا حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ سے صرف خداوند کریم ہی واقف ہے کیونکہ یہ مقام و مرتبہ اس کا عطا فرمودہ ہے اور جو شخص ممدوح کے مقام و مرتبہ سے واقف نہ ہو وہ اس کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہیں کرسکتا اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ممدوح خدا (ﷺ) کی تعریف بساط بھر کریں اور آخر میں اس حقیقت کا اعتراف کرلیں کہ مدح سرورِ دوعالم ﷺ کا حق ہم سے ادا نہیں ہوسکتا۔ یہ کام تو حضور ﷺ کے مقام سے واقف ہستی ہی کرسکتی ہے اور وہ خالق و مالک حقیقی کی ہستی ہے۔

جب یہ سچ ہے اور بنیادی طور پر ہر اس کلمے کو کلمات کے مجموعے کو' اس بیان یا تحریر جو نظم یا نثر میں آقائے کائنات ﷺ کی مدح میں تخلیق ہو' نعت ہے۔ تو بلاشبہ نعت کا مجموعہ اول ام الکتاب قرآن مجید اور اولین نعت گو خود حضور ﷺ کا خالق و محبِ حقیقی ہے۔ اس صورت میں قرآنِ پاک میں بیان کردہ مضامین توصیف سرکار ﷺ کو اولین نعتیں کہا جاسکتا ہے۔ ''مدارج النعت'' میں قرآنِ حکیم کو سراپا نعت کہا گیا ہے۔

ادیب رائے پوری قرآن پاک سے بھی پہلے سے نعت کا وجود یوں ثابت کرتے ہیں۔ ''صنفِ شاعری میں مقید نعت کی عمر بہت مختصر ہے لیکن نعت کی قدامت کیلئے میرزا دبیر کا یہ مصرع کہ '' قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے۔'' اس کی قدامت کا پتا

دے رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا کی سب سے پہلی تحریر جو کسی انسان کی نگاہ سے گزری ہے' وہ بھی حمدِ باری اور نعت رسول ﷺ ہے۔'' اس کے بعد انہوں نے بیہقی طبرانی' زرقانی علی المواہب درمنثور اور مستدرک حاکم کی یہ روایت نقل کی ہے۔'' اللہ کریم نے فرمایا' اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا' ابھی تو میں نے (جسدا) پیدا بھی نہیں فرمایا۔ انہوں نے عرض کی' اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا' اپنے ہاتھوں سے اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) اس کے بعد ادیب رائے پوری نے '' قرآن اور نعت '' کے عنوان سے مختلف سورتوں مین بیان کردہ صفات و توصیفِ محبوب ﷺ کے مختلف نمونے دیئے ہیں اور اس حوالے سے تو کئی مبسوط کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ مزید تفصیل ہماری کتاب '' قرآن نعت مسلسل ہی تو ہے'' میں ملاحظہ کریں۔ ادیب نے نعتِ رسول ﷺ بزبانِ رسول ﷺ نعتِ رسول ﷺ بزبانِ ملائکہ' اجنا کی نعت اور صحائفِ آسمانی میں نعت کے عنوان قائم کر کے بات کی ہے۔

☆ محبوب دو جہاں ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں

شمس بدایونی کی کتاب '' اردو نعت کا شرعی محاسبہ '' کا ذکر آ چکا ہے جس میں انہوں نے نعت میں مروج بیشتر موضوعات کو '' غیر مشروع '' قرار دیا ہے اور اس انداز میں غیر شرعی بتایا ہے کہ آج تک کا سارا نعتیہ کلام دریا برد کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ انہوں نے مثلاً حضور ﷺ کے اللہ کریم جل شانہٗ کے محبوب ہونے کے مضمون کو بھی غیر شرعی مضامین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ان کے اس دعوے کی فضلیت کیا ہے؟

محبت ہوتی ہے تو اس کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ محبّ اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے' اسے نام سے پکارنے کے بجائے پیار کے خطابات اور خوبصورت القابات سے پکارتا ہے۔ وہ محبوب کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو عزیز رکھتا ہے جنہیں اس

کا محبوب عزیز رکھتا ہو۔ وہ دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کا محبوب سب سے اچھا ہے۔ محبِ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے محبوب کی توہین کرے اور وہ اپنے محبوب کے دشمنوں کو غائب و خاسر کرنے اور ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتا۔

اس صورتِ حال کا جائزہ لینے کیلئے کہ کیا واقعی خداوندِ قدوس ولایزال جل جلالہ حضور سیدِ آدم و بنی آدم رحمتِ عالم ﷺ سے محبت کرتا ہے' ہمیں اس کے کلام کو دیکھنا ہو گا۔ اگر محبت کے تقاضے کلام اللہ سے پورے ہوتے دکھائی دیں تو پھر جان لینا چاہئے کہ حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ہمیں جو حکمِ رسالت دیا گیا ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے باپ' اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرتا ہو۔'' اس سے واضح طور پر' مسلمان ہونے کی شرطِ اول سرکار ﷺ کی محبت ٹھہری اور محبت بھی کیسی' جتنی کسی اور سے نہ ہوسکتی ہو۔ اتنی گہری اور والہانہ محبت کہ اس کے سامنے سب محبتیں ہیچ ہوں' سب تعلق منقطع ہوتے دکھائی دیں۔ جب کہ ہمارے لئے بھی ایسی بے پناہ محبت کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی ہمارے سرکار ﷺ سے محبت ہمیں اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محبت کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

محبت کے لئے ضروری ہے کہ محب اپنے محبوب کی تعریف کرے۔ اس نقطہ نظر سے غور کریں تو قرآن مجید حضور محبوبِ کبریا ﷺ کی تعریف و ثنا سے بھرا پڑا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ پر اپنے اور اپنے فرشتوں کے درود بھیجنے کا اعلان فرماتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جو اہل ایمان ہیں' وہ بھی انہیں درود و سلام کا ہدیہ پیش کریں۔ انہیں حق کے ساتھ' خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجنے کی بات کی۔ انہیں ایسا رسول فرمایا جنہیں لوگوں کا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ انہیں لوگوں کی بہت بھلائی چاہنے

والا کہا اور مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان قرار دیا۔

اللہ کریم نے اس شہر کی قسم کھائی جس میں اس کے محبوب ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس نے اپنے پیارے کی جان کی قسم کھائی۔ اس کو اپنی قسم کھانا تھی تو اس کیلئے بھی فلا وربك فرمایا کہ اے محبوب! مجھے تیرے رب کی قسم۔ اس نے سرکار ﷺ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجنے کا اعلان فرمایا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں کے' خود ان سے زیادہ مالک قرار دیا اور فرمایا کہ ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس نے حضور ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اس نے حضور ﷺ کو شاہد' مبشر' نذیر' اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا چراغ فرمایا۔ اس نے واضح فرما دیا کہ وہ جو بات اپنی خواہش سے فرماتے ہیں' وہ حقیقت میں وحی ہوتی ہے' جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔ اس نے ان کی بیعت کو اللہ کی بیعت کہا' ان کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ فرمایا۔ اس نے محبوب ﷺ کے خلق کو عظیم کہا۔ اس نے اپنے محبوب کے ذکر کو ان کی خاطر بلند کرنے کا اعلان فرمایا۔ یہ تو قرآن پاک کے چند مقامات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے کلام کا بہت سا حصہ اس کے محبوبِ پاک ﷺ کی نعت ہے۔ قرانِ مجید نعت کا مجموعہ اول ہے اور وہ جو غالب نے کہا تھا' وہ صد فی صد درست ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

کہ حضور ﷺ کے مرتبے کو جاننے والی ذات صرف خداوند قدوس وکریم کی ہے' اس لئے وہی ان کی ثناء کر سکتا ہے۔

مذکورہ ارشادات سے ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف کی ہے۔ اب تعریف مصطفیٰ ﷺ کا یہ انداز دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پورے قرآنِ مجید

میں کہیں نام سے نہیں پکارا۔ کہیں یـا ایھا النبی کہا ہے' کہیں یـا ایھا الرسول پکارا ہے۔ پھر یاایھا المزمل اور یاایھا المدثر کہہ کر بھی خطاب کیا ہے کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے اور اے چادر اوڑھنے والے' کہیں انہیں چمکنے والا ستارہ کہا' کہیں ان کے چہرہ مبارک کی قسم کھائی اور کہیں ان کی زلفِ معتبر کی۔ غرضیکہ اپنے پیارے کو پکارنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنائیت اور محبت کے خوبصورت اسلوب اختیار کئے ہیں۔

محبت کے دعویدار کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی بات بھی مانے۔ اس نقطہ نظر سے کلام اللہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے اس تمنا مین بار بار آسمان کی طرف دیکھا کہ بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ مسلمانوں کا قبلہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ادا کا ذکر فرما کر فرمایا کہ جس میں آپ کی خوشی ہے' ہم آپ کو اسی کی طرف پھیر دیں گے اور پھر فرمایا کہ ابھی اپنا منہ مسجدِ حرام کی سمت پھیرلو۔ اپنے محبوب کی بات ماننے کا ذکر اس نے یوں ھی کیا کہ فرمایا' جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں' یعنی ان سے کوئی قصور سرزد ہو جائے' تو وہ اے محبوب' آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوں' پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ پھر رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمادیں تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

آقا حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے نکاح کا پیغام اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے دیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش نے اسے منظور کرنے میں اس لئے پس و پیش کیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر اتنے عالی نہ تھے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا کہ جب اللہ اور رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں تو پھر کسی مسلمان عورت یا مرد کو اپنے کسی معاملے میں بھی کچھ اختیار نہیں رہتا۔ محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتا چنانچہ جب حضور ﷺ نے ساری رات خدا کی عبادت کرنا شروع کی تو اللہ کو محبوب کی

اس ادا میں ان کی تکلیف کا خیال ہوا اور فرمایا!

یاایھاالمزمل قم اللیل الا قلیلا کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے' رات میں کچھ رات کیلئے قیام فرماؤ۔ پھر محبّ کیلئے ضروری ہے کہ وہ محبوب کی رضا چاہے' اس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھے۔ چنانچہ اللہ کریم نے فرمایا! ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ راضی ہو جاؤ گے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے عزیزوں اور اس کے نام لیواؤں کو اچھا سمجھتا ہے' جن لوگوں سے اس کی نسبت ہوتی ہے' وہ محبّ کو اچھے لگتے ہیں۔ اس حوالے سے اس فرمانِ خداوندی کو دیکھئے کہ اے محبوب! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بنو' اللہ تمہیں دوست بنا لے گا' تم سے محبت کرنے لگے اور اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ یعنی جو اس کے محبوب کی بات مانیں گے' ان کی اتباع کریں گے ان کی فرمانبرداری کریں گے' اللہ ان سے محبت کرنے لگے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور حضور ﷺ کے بندوں میں سے جس کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے' اسے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کو کہا ہے اور اپنے محبوب پاک ﷺ کے ساتھیوں کو اللہ نے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل قرار دیا۔

یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے محبوب سے محبت کرنے والا دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کا محبوب سب سے اچھا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں سے عہد و پیان لیا کہ جب ان کے پاس اللہ کا محبوب رسول ﷺ آئے گا تو وہ ضرور اس پا ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ یہ سرکار ﷺ کی عظمت کو سب رسولوں سے تسلیم کروانے کا عمل تھا۔ اسی طرح جب اللہ کریم یہ فرماتا ہے کہ جو کنکریوں کی مٹھی حضور ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر دشمنوں کی طرف پھینکی تھی وہ حضور ﷺ نے نہیں بلکہ خود اللہ کریم نے پھینکی

تھی، تو مقصد یہ ہے کہ سب لوگ مان لیں کہ حضور ﷺ کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اسی سورہ میں اللہ کا یہ فرمان کہ اے محبوب جب تک تم ان میں ہو، اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے۔ سرکار ﷺ کی کتنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے پیغمبروں کی حیات ظاہری میں بھی ان کی قومیں عذابِ الٰہی کا شکار ہوئیں اور حضور ﷺ کے متعلق یہ فرما کر کہ جب تک یہ ہم میں ہیں، ہم عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے، خداوند کریم نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ اس کے محبوب پاک ﷺ سے عظیم المرتبت کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

محبت کے تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی توہین برداشت نہیں کر سکتا اور خدا تعالیٰ نے بھی یہی کیا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ تو کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے ہیں اور یہ کہ کوئی فرشتہ اتارا جانا چاہئے تھا، انہیں اللہ نے ظالم اور گمراہ فرمایا اور گمراہ بھی ایسے کہ اب راہ نہیں پا سکتے۔ یعنی حضور ﷺ کی اہانت گمراہی ہے اور گمراہی بھی ایسی کہ اس دلدل میں دھنسنے والے چھٹکارا نہیں پا سکتے، ان کیلئے ایمان کی روشنی کا حصول ممکن ہی نہیں۔

جب منافقین نے حضور ﷺ کو "راعنا" کے بجائے ذرا سا لہجہ بگاڑ کر یہ لفظ کہا جس سے وہ بزعمِ خود حضور ﷺ کی تحمیك کا پہلو نکال لیتے تھے (نعوذ باللہ) تو اللہ نے سرے سے اس لفظ کا استعمال ہی ممنوع فرما دیا اور حکم دے دیا کہ جب آقا ﷺ کی توجہ مطلوب ہو، انظرنا یا رسول اللہ کہو کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہماری طرف نظر کرم فرمایئے۔ اس طرح ہر ایسا لفظ بھی آقا حضور ﷺ کے لئے استعمال کرنا ممنوع قرار پایا جس کا معنیٰ کھینچ تان کر بھی ایسا نکلتا ہو جو حضور ﷺ کے مرتبے سے فروتر ہو۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو، جیسا تو ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ پھر ارشاد ہوا کہ اپنی آوازیں اپنے آقا ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور چلا کر کوئی بات نہ کہو جیسا تم ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال

برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔یعنی بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں اونچی آواز سے بولنا' چلا کر بات کرنا' سرکار ﷺ کو اس طرح پکارنا جس طرح کوئی ایک آدمی دوسرے کو پکار سکتا ہے یا کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جس کے دور کے معنی بھی ایسی نکل سکتے ہوں جو مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے کمتر ہوں' منع ہے۔اللہ کو اپنے محبوب ﷺ کی توہین اشارتاً بھی گوارا نہیں۔

اور۔۔۔۔۔محبت کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہے کہ جہاں محبّ کو محسوس ہو کہ اس کے محبوب کی توہین کی گئی ہے یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش ہوئی ہے یا اسے تکلیف پہنچائی گئی ہے۔وہاں اس کا غضب جوش میں آ جائے' وہ محبوب کے دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔اس پہلو سے خالقِ حقیقی احمد ﷺ کے باہمی ربطِ محبت پر نظر دوڑائیں تو واضح ہوتا ہے کہ نہ ایسا محبّ کبھی ہوا ہے' نہ ایسا محبوب کسی نے دیکھا ہے' جب عاص بن وائل نے حضور ﷺ کے بارے میں (نعوذ باللہ) ''ابتر'' کا لفظ استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرما دی جس میں حضور ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمانے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ''ابتر'' تو آپ ﷺ کا دشمن ہے۔ابولہب نے حضور حبیب کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو اللہ نے سورۃ لہب نازل فرما دی جس میں اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے کا کوسنا دیا اور اس کی مکمل تباہی کا اعلان فرمایا۔اس کے اور اس کی بیوی کے آگ میں دھنسنے کے انجام کا ذکر کیا اور امِ جمیل کے گلے میں کھجور کی چال کے رسے کی بات کی (اور وہ اسی طرح مری کہ سر پر گٹھا لا رہی تھی' راستے میں ستانے کیلئے بیٹھی' گٹھا پیچھے کو کھینچا اور رسی سے گلے میں پھانسی پڑ گئی۔)

خداوند کریم نے اس عورت کے رسے کی پھانسی سے مرنے کی پیش گوئی کی جو راحت دو جہاں ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی' اور وہ اسی طرح مری۔اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ محبوب کی توہین کا ارتکاب کرنے کا جو انجام ہونا چاہیے' اس کا

اعلان کیا گیا اور وہ اسی طرح ہوا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ جو آدمی اس کے محبوب کو تکلیف دے' ان کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرے یا ان کی توہین کرے' اس کا انجام یہی ہونا چاہیے۔

سورہ لہب کی اس پیش گوئی کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی سچائی کو دنیا پر ثابت کر دیا جائے اور اللہ کی اپنے محبوب ﷺ سے انتہائی محبت بھی کائناتِ عالم پر واضح ہو جائے اور محبت کا یہ اصول بھی بیان ہو جائے کہ محبوب کے دشمنوں' اس کے نہ ماننے والوں اور اس کی اہانت کرنے والوں کے خلاف محبّ کا اقدام کیا ہونا چاہیے۔

اسی طرح جب ولید بن مغیرہ نے خالق کائنات کے محبوب ﷺ کی توہین کی' نعوذ باللہ انہیں مجنوں کہا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ ن (القلم) نازل فرمائی جس میں پہلے تو قلم اور اس کے لکھنے کی قسم کھا کر فرمایا کہ آپ تو اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں۔ پھر اس بدبخت کی دس برائیاں گنوائیں کہ وہ بڑا قسمیں کھانے والا ہے' ذلیل ہے' بہت طعنے دینے والا ہے' بہت ادھر کی ادھر لگانے والا ہے' بھلائی سے بڑا روکنے ولا ہے' حد سے بڑھنے والا' گنہگار ہے' درشت خو ہے اور اس پر طرہ یہ کہ حرام زادہ ہے' اس کی اصل میں خطا ہے' وہ اپنے باپ کا نہیں' بعد ذالك زنيم پھر فرمایا سنسمه على الخرطوم کہ اس کی سونڈ پر داغ دیں گے اور یہ پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ جنگ بدر میں ولید بن مغیرہ کی ناک کٹ گئی۔ پھر وہ جدھر سے جاتا تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے کہا تھا کہ اس کی ناک داغی جائے گی اور وہ نشان سامنے ہے۔ چنانچہ وہ جو اس کی زنا کی اولاد ہونے کی خبر تھی' وہ بھی لازماً درست ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کے پانی اصل پر نہ ہونے کا اعلان کیا بلکہ لوگوں پر ثابت بھی کر دیا کہ وہ بے اصل ہے۔

اب صورت یہ ہے کہ حضور محبوبِ خالق و مطلوبِ خلائق ﷺ اپنے خالق کے بھی

محبوب ہیں اور مسلمانوں کیلئے بھی ان کی محبت اصلِ ایمان ہے اور'۔۔۔۔۔خالقِ حقیقی جل جلالہ اپنے محبوب پاک ﷺ کی تعریف بھی کرتا ہے' انہیں نام کے بجائے پیار کے القابات و خطابات سے پکارتا ہے' ان کی بات مانتا ہے اور لوگوں سے ان کا حکم منوانا چاہتا ہے' ان کی تکلیف کو برداشت نہیں کرتا' ان کی رضا چاہتا ہے' ان کے دوستوں اور نام لیواؤں کو اچھا سمجھتا ہے' دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کے محبوبِ پاک ﷺ سب سے اچھے ہیں' وہ برداشت نہیں کرتا کہ کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے اور اگر کسی نے اس حرکت کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف کہا بھی اور کیا بھی۔

اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوری طرح عمل کیا اور محبت کے سب تقاضوں کو نبھایا۔ اگر ہم مومن ہیں اور وہ ہم اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آقا و مولا ﷺ سے محبت نہ کرتے ہوں۔ تو ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم محبت کے سب تقاضے نبھائیں اور اگر ہم شعر کہنے کی صلاحیت سے نوازے گئے ہیں تو ضروری ہے کہ ان تمام تقاضوں کو نعت کے مضامیں موضوعات کی صورت میں استعمال کریں۔

☆ نظم و نثر میں مدحِ محبوب ﷺ

ہر وہ زبان میں علامہ شبلی نعمانی کی مشہور و معروف نثر ''ظہورِ قدسی'' اور علامہ سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس' یہ سب نثر کی نعت کے بہترین نمونے ہیں لیکن دنیائے شعر و شاعری میں نعت ایک خاص صنف شاعری کا نام ہے جس میں شاعر حضور انور ﷺ کے حضور میں اپنی عقیدت پیش کرتا ہے۔ نعت یعنی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نظم و نثر دونوں میں پیش کیئے گئے ہیں۔ خود عہد نبوت میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خطبات میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا دربار نجاش میں خطبہ نثر میں نعت کا ایک نمونہ ہے۔

افسر صدیقی امروہوی بھی نثر اور نظم کے مضامین مدح پر نعت کا اطلاق کرتے ہوئے نظم کا بالخصوص ذکر کرتے ہیں۔ ہر اس کام کو جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی صفت و ثناء بیان کی جائے نعت کہتے ہیں۔ اس میں نظم کی قید نہیں اگر نثر بھی اس معیار پر پوری اترے تو نعت ہی کہنا چاہئے لیکن آج کل صرف نظم ہی کو نعت کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کہتے ہیں۔ ''آنحضرت ﷺ کی مدح چونکہ نثر میں بھی ہو سکتی ہے اور نظم میں بھی اس لئے اصولاً آنحضرت ﷺ کی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا لیکن اردو فارسی میں جب ''نعت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔''

اس لئے پروفیسر سید یونس شاہ نے بھی لکھا کہ ''نعت کی ابتدا خود رب دو جہاں سے ہوئی۔ اس کے بعد فرشتوں نے نعت پڑھی۔ چنانچہ کلام ربانی کا اتباع کرتے ہوئے تمام دنیا کے انصاف پسند لوگوں نے نظم و نثر میں اس روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے بھی اسی نقطہ نظر سے قرآن مجید کو نعت کے مضامین سے متعلق کتاب قرار دیا۔ قرآن مجید جس طرح اللہ کی کتاب ہے اسی طرح وہ اسلامی ادب کی بھی پہلی کتاب ہے۔ اس میں رسول مقبول ﷺ کی نعت کے مضامین ملتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خلق محمد ﷺ کی تعریف میں خلقہ القرآن کہہ کر ساری کتاب آسمانی کو نعت کے موضوع سے متعلق کر دیا۔'' (مزید تفصیل ہماری کتاب ''قرآن نعت محبوب (ﷺ)'' ہے میں ملاحظہ فرمائیں)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوه
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمه
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لوگر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق ومحبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق ومحبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت ومحبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لومیرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی ومجازی	☆	راہ رسمِ عشق ومحبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب ومحبت	☆	حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
☆	باعث تسکینِ دل وجان صلی اللہ علیہ وسلم	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہ السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن